قرآنی حقائق بیان کرنے والا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

الفرقان

اکتوبر ۱۹۷۲ء

سالانہ اشتراک

پاکستان — سات روپے

بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ

بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ

فی پرچہ پاکستان — ستر پیسے

مدیر مسئول

ابوالعطاء جالندھری

ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

حضرت امام جماعتِ احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد ہے:-

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس چالیس ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۵ر جنوری ۱۹۵۶ء)

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اس غرض و غایت کو پورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدنظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے۔ پس مخیر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے تا اس رسالہ کی غرض و غایت بصورت احسن پوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پوری شان کے ساتھ ساری دنیا کو اپنے نور سے منور کرے۔" (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ [illegible])

(الفضل [illegible])

مینیجر الفرقان ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۲	ماہنامہ الفرقان ربوہ	رمضان المبارک ۱۳۹۲ ہجری قمری
شمارہ ۱۰	اکتوبر ۱۹۷۲ء	اخاء ۱۳۵۱ ہجری شمسی

تبلیغی و تعلیمی مجلہ

الفرقان

اکتوبر ۱۹۷۲ء

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

پنجسالہ معاونین خاص

پاکستانی خریدار چالیس روپے قیمت بھجوا کر معاونین خاص میں شمولیت فرمائیں۔ پانچ سال تک رسالہ بھی ملے گا اور دعا کی تحریک ہوگی۔ بیرونی ممالک کے احباب پانچ سال کا چندہ بھجوا کر معاونِ خاص بن سکتے ہیں۔ (مینیجر)

سالانہ اشتراک

پاکستان	... ...	سات روپے
بیرونی ممالک	بحری ڈاک	ایک پاؤنڈ
" "	ہوائی ڈاک	دو پاؤنڈ

قیمت فی رسالہ ۶۰ پیسے

ترسیلِ زر بنام مینیجر الفرقان ربوہ ہو!

الفہرست

- روحانی برکات کا عظیم مہینہ (ایڈیٹر) ص۲
- جماعت احمدیہ اور مودودی پارٹی کا تقابل (ماخوذ) ص۳
- قرآن پاک پر اعتراض کا جواب (از قلم حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ) ص۸
- البیان — سورہ انعام کا ترجمہ و مختصر تفسیر (ابوالعطاء) ص۹
- درس الحدیث — فضائل رمضان " ص۱۳
- شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم (عربی نظم) محترم پروفیسر محمد عثمان صاحب ص۱۴
- احتساب (اردو نظم) محترم نسیم سیفی صاحب ص۱۵
- زمزمۂ فکر (") محترم عبدالسلام صاحب اختر ایم اے ص۱۶
- خاتم النبیین کی صحیح تفسیر — ایڈیٹر ص۱۷
(ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی کا جواب)
- شذرات ایڈیٹر ص۲۳
- ایک غیر مبائع دوست کے خط کا جواب —
محترم قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اشاعت ص۲۴
- عیسیٰؑ پر موت آچکی ہے (ماخوذ) ص۲۵
- پادری صاحبان سے گفتگو (محترم سید احمد علی شاہ مربی سلسلہ) ص۲۷
- رمضان — شہر عبادۃ اللہ (عربی نظم) محترم صوفی محمد الدین صاحب قمر ص۴۰
- مکہ مکرمہ کی عید الاضحیٰ کے دن مجیز مصاحبہ کا ارشاد (ادارہ) ص۴۱
- تین دعائیہ نظمیں —
بتقریب شادی عزیزہ امۃ الحمید راشدہ سلمہا اللہ ص۴۲
- افسوسناک وفات اور تعزیت (نظم) ص۴۵
محترم عبدالحمید صاحب آصف

اداریہ

روحانی برکات کا عظیم مہینہ

اسلام کامل دینِ فطرت ہے نفسِ انسانی کی اصلاح کے لئے جن ذرائع کو شریعت نے مقرر کیا ہے ان میں روزہ کو خاص اہمیت حاصل ہے اسی لئے روزہ کا طریق تمام مذاہب میں رائج رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرہ ع ۲۳) کہ اے مومنو! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر مقرر تھے۔ روزوں کی علّتِ غائی یہ ہے کہ تم تقویٰ شعار بن جاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہاری ڈھال ہو اور تم ہمیشہ اس کی حفاظت میں رہو۔

اسلامی روزے پورے ماہِ رمضان کے مقرر ہیں۔ گویا مومن صحت و تندرستی کے عرصہ میں اپنی زندگی کا گیارھواں حصہ روزوں میں گزارتا ہے۔ روزہ کیا ہے؟ روزہ اللہ کے حکم کے مطابق دن کے عرصہ میں صبح صادق کے آغاز سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات سے رکنے کا نام ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ روزہ دار تمام اوقات ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے۔ اس کا دل ہمہ وقت یادِ خدا میں محو ہو۔ وہ کام کرے مگر اپنے نصب العین "ذکرِ خداوندی" کو ہر وقت مدنظر رکھے ایسا ہی اس دوران میں خاص طور پر ہر قسم کے جھگڑے، بدزبانی، غیبت اور جملہ برائیوں سے مجتنب رہے۔

محض بھوکا پیاسا رہنے کا نام روزہ نہیں۔ روزہ باطنی پاکیزگی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اُجْزٰی بِہٖ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے رنگ میں رنگین ہونے کی کامیاب کوشش ہے اس لئے یہ میرے لئے مخصوص ہے اور اس کا خاص بدلہ میں خود دوں گا یعنی خود اس کی جزا بن جاؤں گا۔ یعنی مومن کو روزہ کے نتیجہ میں خاص قرب حاصل ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے حکم کے ساتھ یہ خوشخبری بھی دی گئی ہے کہ رمضان المبارک میں قرآن مجید نازل ہوا ہے جو کامل ہدایات پر مشتمل نیز ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز میں جملہ بیّنات پر حاوی ہے یعنی اس مبارک مہینہ میں ایسی بابرکت کتاب کا نزول ہوا ہے اور اس پاک کتاب میں اس مہینہ کی خوبیوں اور فضیلتوں کا تذکرہ موجود ہے۔

یوں تو سارے ایام ہی اللہ تعالیٰ کے ایام ہیں مگر جن دنوں اور جن مہینوں میں اللہ تعالیٰ کے خاص نشانات کا ظہور ہو اور جن دنوں اور جن مہینوں میں خاص الٰہی رحمتوں کا نزول ہو وہ خاص طور پر بابرکت ہو جاتے ہیں اور اصطلاحی طور پر انہیں اَیَّامُ اللہ اور شُھُوْرُ اللہ کہا جاتا ہے۔ رمضان اسی طرح کا خاص بابرکت مہینہ ہے۔

رمضان کا لفظ رمض سے بنا ہے جس کے معنے

قلبی سوزش اور دل کے گداز ہونے کے ہیں۔ رمضان کو دوسری سوزش سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس ماہ میں سچے مومنوں کے دل ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں سوزاں و بریاں ہوتے ہیں اور دوسری طرف اپنے مومن اور غیر مومن بنی نوع کی بھوک پیاس کے احساس سے ان کے دل تڑپتے ہیں اور وہ امکان بھر ان کی امداد کرتے ہیں پس رمضان ایک روحانی انقلاب کا خاص مہینہ ہے۔

رمضان المبارک کے روزے ہر مومن بالغ پر جو تندرست ہو اور مقیم ہو فرض ہیں۔ بلا عذر شرعی روزہ کا تارک سخت گنہگار ہے قرآن مجید نے تصریح کر دی ہے کہ جو شخص بیمار یا مسافر ہو وہ رمضان کے مہینہ میں روزہ نہ رکھ سکے تو اسے ان دنوں کے مقابل دوسرے ایام میں اتنے ہی روزے رکھنے چاہئیں فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ میں یہ صریح ارشاد ہے۔ فرمایا کہ ہم نے یہ رعایت اسلئے دی ہے کہ اسلام سہولت اور تیسیر کا دین ہے۔ اس میں کسی مرحلہ پر بھی تکلیف مالایطاق نہیں ہے۔ اسی بنا پر آیت قرآنی وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ سے ایک نتیجہ یہ اخذ کیا گیا ہے کہ جو لوگ بڑھاپے یا دائم المریض وغیرہ ہونے کے باعث بالکل روزہ نہ رکھ سکتے ہوں ان کے لئے روزہ رکھنا ناقابل برداشت تکلیف ہے وہ روزوں کی بجائے روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا کریں۔ غرض اسلام نے رمضان کے عظیم فوائد کے باعث اس کی تاکید کے ساتھ ساتھ شریعت کے مغز اور اس کی روح کی طرف بھی توجہ دلا دی ہے کہ دین میں کوئی ناقابل برداشت حکم نہیں ہے۔

رمضان المبارک میں روزوں کے علاوہ بکثرت تلاوت قرآن مجید ہوتی ہے۔ تراویح میں قریباً ہر جگہ سارا قرآن مجید سنایا جاتا ہے۔ تہجد اور نوافل پر خاص زور دیا جاتا ہے۔ درس قرآن پاک کا سلسلہ جگہ بہ جگہ جاری ہوتا ہے۔ ہر گھر میں قرآن مجید پوری محبت سے پڑھا جاتا ہے۔ غرض یہ دن انوار قرآنی کی اشاعت اور اس مقدس کتاب کی پاکیزہ لہروں کے انتشار کے خاص بابرکت ایام ہوتے ہیں۔

ان ایام میں صدقات و خیرات اور باہمی ہمدردی کے جذبات بھی پورے عروج پر ہوتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو ان ایام میں بادلوں کو چاروں طرف سے لاکر برسانے والی ہواؤں سے بھی سخی تر ہوتے تھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس مبارک مہینہ کے آخری دس ایام اور ان کی راتیں تو بھرپور روحانی بارشوں کے دن اور راتیں ہوتے ہیں۔ اعتکاف کی عاشقانہ و والہانہ عبادت کا یہ زمانہ مومنوں کے لئے عیدوں سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اس لذت اور سرور سے وہ کم از کم سال بھر تک مخمور رہتے ہیں۔ یہ کیفیت ایسی ہے جسے اپنے اندر پیدا ہونے پر محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ان راتوں میں لَيْلَةُ الْقَدْرِ نامی رات کو روحانی بارش کے لحاظ سے سارے رمضان کا نچوڑ اور خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔ ایک ماہ کے روزوں، نوافل، تلاوت، صدقہ و خیرات اور دعاؤں کے اس عظیم مجاہدہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے دربار سے عِيدُ الْفِطْرِ کے روز اعلان عام ہوتا ہے کہ میں نے تم کو معاف کر دیا اور تم میرے مقرب بندے ہو۔

یہ ہے رمضان المبارک جو اسلامی سال کے ایامِ نو بہار کا مہینہ ہے۔ بابرکت ہیں وہ لوگ جو رمضان کی برکتوں سے حصہ وافر پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان برکتوں سے بے انتہا نوازے۔

اللّٰھم آمین یا رب العٰلمین +

جماعت احمدیہ اور مودودی پارٹی کا ایک دلچسپ تقابل

(از قلم علامہ ارشد القادری مدیر ماہنامہ "جام نور" - بھارت)

[ذیل کا بیان علامہ ارشد القادری کی کتاب جماعت اسلامی (عقل و استدلال کی روشنی میں ایک تنقیدی جائزہ) مطبوعہ دین محمدی پریس شائع کردہ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور سے لفظ بلفظ ماخوذ ہے۔ واضح رہے کہ ارشد القادری صاحب جماعت احمدیہ کے مخالفین میں شامل ہیں تاہم ان کا یہ جائزہ ایک دلچسپ تقابل کا رنگ رکھتا ہے اور طالبانِ حق کے لئے اس میں بہت سے مفید امور موجود ہیں۔ ہم اسے علامہ ارشد القادری کے لفظوں میں ہی بغیر کسی تبصرہ کے شائع کرتے ہیں (مدیر)]

"جماعت اسلامی جن لوگوں کو اسلام سے قریب کرتی ہے وہ ہزار بگڑنے کے باوجود کسی نہ کسی نہج سے اسلام کے ساتھ بہرحال کوئی تعلق رکھتے ہیں لیکن قادیانی جماعت کا لٹریچر مغرب کے ان عیسائیوں کو جو اندر سے لیکر باہر تک اسلام کے غالی دشمن اور حریف ہیں انہیں اسلام سے قریب ہی نہیں کرتا اپنے طور پر اسلام کا کلمہ پڑھواتا ہے۔

ذیل میں قادیانی جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) دیوبندی جماعت کے مشہور اہل قلم جناب عبدالماجد دریابادی مدیر صدق جدید لکھنؤ، قادیانی تحریک کے ایک کتابچہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"احمدیہ جماعت قادیان' اپنے رنگ میں جو خدمت تبلیغ اسلام کے سلسلے میں کر رہی ہے یہ رسالہ اس کا پورا مرقع ہے۔ جماعت کے مشن یورپ، امریکہ، مغربی افریقہ، مارشیس، انڈونیشیا، نائیجیریا اور ہندوستان و پاکستان کے خدا معلوم کتنے مختلف مقامات میں قائم ہیں۔

ان سب کی فہرست اور ان کی کارگزاریاں، ان سے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت انگریزی، فرنچ، جرمن، ڈچ، اسپینی، فارسی، برمی، ملایا، تامل، ملیالم، مرہٹی، گجراتی، ہندی، اُردو زبان میں۔ ان کی مسجدوں، ان کے اخبارات و رسائل کی فہرست اور اسی قسم کی دوسری تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر ان صفحات میں نظر آ جائے گا۔"

(صدق جدید ۲۰ جون ۱۹۵۶ء بحوالہ تبلیغ اسلام)

(۲) ہفت روزہ "ہماری زبان" علی گڑھ رقمطراز ہے :-

"موجودہ زمانے میں احمدی جماعت نے منظم تبلیغ کی جو مثال قائم کی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ اس کتاب سے جماعت مذکورہ کی تبلیغی مساعی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

لٹریچر، مساجد اور مدارس کے ذریعہ یہ لوگ ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کے دور دراز گوشوں تک اپنی کوششوں کا سلسلہ قائم کر چکے ہیں جس کی وجہ سے غیر مسلم جماعتوں میں یک گونہ اضطراب پایا جاتا ہے کاش دوسرے لوگ بھی ان کی مثال سے سبق لیتے۔" (ہماری زبان ۲۲ر دسمبر ۱۹۵۸ء)

(۳) یورپ، ایشیا، امریکہ اور افریقہ کے جن ملکوں میں قادیانی جماعت نے اپنے تبلیغی مشن قائم کئے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ منظم طریقے پر بنام اسلام اپنے مذہب کا پیغام اجنبی دنیا تک پہنچا رہے ہیں، کام کی وسعت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف ان ملکوں کے نام پڑھیئے۔

انگلینڈ۔ امریکہ۔ ماریشس، مشرقی افریقہ۔ مغربی افریقہ۔ نائیجیریا۔ انڈونیشیا۔ ملایا۔ اسپین۔ سوئٹزرلینڈ۔ ایران فلسطین۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ جزائر غرب الہند سیلون۔ بورنیو۔ برما شام۔ لبنان۔ مسقط۔ پولینڈ۔ ہنگری۔ البانیہ۔ اٹلی۔

(۴) قادیانی جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں اور دائرہ عمل کی وسعتوں کا اندازہ لگانے کے لئے صرف اتنا معلوم کرنا کافی ہوگا کہ دنیا کی چودہ ۱۴ اجنبی زبانوں میں انہوں نے قرآن کریم کے تراجم شائع کئے ہیں۔ ان کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔

انگریزی۔ ڈچ۔ جرمنی۔ سواحیلی۔ ہندی۔ گورمکھی۔ لوگنڈی۔ فینٹی۔ انڈونیشین۔ روسی۔ فرانسیسی۔ پرتگیزی۔ اطالوی۔ ہسپانوی۔

(۵) دنیا کی جن مختلف زبانوں میں قادیانی جماعت کے تبلیغی اخبارات و رسائل شب و روز سرگرم عمل ہیں ان کی فہرست یہ ہے۔

اردو زبان میں ۹۔ انگریزی زبان میں ۱۱۔ انڈونیشین زبان میں ۲۔ ملیالم میں ۱۔ جرمن میں ۱۔ تامل میں ۱۔ سواحیلی زبان میں ۱۔ فرنچ زبان میں ۱۔ ڈچ زبان میں ۱۔

(۶) دنیا کے جن مختلف حصوں میں قادیانی جماعت نے مساجد تعمیر کی ہیں جنہیں وہ تبلیغی مراکز کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے۔

انڈونیشیا میں ۴۳۔ گولڈ کوسٹ میں ۱۵۱۔ نائیجیریا میں ۱۹۔ سیرالیون میں ۲۵۔ امریکہ میں ۳۔ مشرقی افریقہ میں ۳۔ ملایا میں ۲۔ ماریشس میں ۱۔ سیلون میں ۱۔ شام میں ۱۔ فری ٹاؤن میں ۱۔ ہالینڈ میں ۱۔ انگلستان میں ۱۔

(۷) دنیا کے جن حصوں میں قادیانی جماعت نے مذہبی درسگاہیں قائم کی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

سیرالیون میں ۴۰۔ گولڈ کوسٹ میں ۱۲۔ نائیجیریا میں ۱۰۔ انڈونیشیا میں ۱۔ مشرقی افریقہ میں ۱۔ سنگاپور میں ۱۔ فلسطین میں ۱۔ (رسالہ تبلیغ اسلام مین کے کناروں تک)

مشرق سے لے کر مغرب اور شمال سے لے کر جنوب تک قادیانی جماعت کا یہ تبلیغی محاذ بنام اسلام ہی قائم ہے۔ ان تمام تبلیغی سرگرمیوں اور عالمگیر تنظیموں کے پیچھے قادیانی جماعت کے فاسد ارادوں اور پیشِ نظر مقاصد پر اگر بحث نہ کی جائے اور صرف ان کی ظاہری خدمات اور خوبصورت نعروں پر بھروسہ کر لیا جائے جن کے ذریعہ وہ اپنا تعارف کراتے ہیں تو میں یقین کرتا ہوں کہ ہر مسلمان ان کی تحریک میں شریک ہونے کی خواہش ضرور محسوس کرے گا۔

ذیل میں قادیانی جماعت کے چند تعارفی نعرے ملاحظہ فرمائیے:۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ہمارے اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالمِ گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔

اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اس کے شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔

کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعتِ مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔"

(ازالہ اوہام بحوالہ تبلیغ اسلام)

اس سے بھی زیادہ واضح اور بے غبار قادیانی جماعت کا یہ تعارفی بیان پڑھیے:۔

"ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق، اور حشر اجساد حق، اور روز حساب اور جنت حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے

ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہ نے قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔

اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔

اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھیں۔ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لائیں ——— اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔

غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔

اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے، اور قیامت میں ہمارا اس پر دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کرکے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان کے مخالف ہیں۔"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷ بحوالہ تبلیغِ اسلام شائع شدہ قادیان)

جماعتِ اسلامی کے سارے ذمہ دار افراد سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپنے تعارف میں قادیانی جماعت کے اِن خوبصورت الفاظ، بے غبار اندازِ بیان، اور اپنے مذہب کی حسین ترجمانی پر وہ کہیں بھی انگشتِ اعتراض رکھنے کی جگہ بتائیں؟ کہیں بھی اسلام کی بغاوت اور عقیدے کے فساد کا کوئی

سراغ ملتا ہو تو اُس کی نشاندہی کریں؟
بلکہ تعارف کے یہ الفاظ کہ ——— ق ۃ

تمام امور جن پر سلف صالح کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ جو اہلِ سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔" جماعتِ اسلامی کو شرمسار کر دینے کے لئے کافی ہیں جبکہ سلف صالح کے اعتقاد و عمل اور اہلِ سنّت کی اجماعی رائے سے مکمل انحراف و بیزاری منجملہ ان مقاصد کے ایک اہم مقصد ہے جسے جماعت اسلامی اپنے پیشِ نظر رکھتی ہے۔"

(کتاب جماعت اسلامی صفحہ ۱۰۲-۱۰۹)

قرآن پاک پر اعتراض کا جواب

(سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے قلم سے)

"بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی توفیق تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی حاصل ہو سکتی ہے پھر نَعْبُدُ کو پہلے کیوں رکھا۔ نَسْتَعِيْنُ پہلے چاہیئے تھا؟

جواب ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک عبادت بھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوتی ہے لیکن اس جگہ اعانت کا ذکر نہیں بلکہ استعانت کا ذکر ہے یعنی مدد مانگنے کا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ جب بندہ کے دل میں عبودیت کا خیال پیدا ہو گا۔ اس کے بعد ہی وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنے کا خیال کرے گا۔ جو عبادت کی طرف راغب ہی نہ ہو وہ کیوں مدد طلب کرے گا پس گو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اعانت کے بغیر عبادت کی توفیق نہیں ملتی۔ لیکن استعانت یعنی بندہ کا اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر جُھکنا عبادت کا خیال آنے کے بعد ہی پیدا ہوتا ہے اِس وجہ سے نَعْبُدُ کو پہلے اور نَسْتَعِيْنُ کو بعد میں رکھا گیا ہے۔

دوسرا جواب اِس کا یہ ہے کہ ارادہ بندہ کی طرف سے ہوتا ہے اور عمل کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اگر ارادہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو انسان کے اعمال اضطراری اعمال ہو جائیں۔ پس اِس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ جب بندہ کے صرم دل میں عبادت کا خیال پیدا ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ سے تکمیلِ ارادہ کے لئے دعا کرنی چاہیئے اور کہنا چاہیئے کہ اے میرے رب! میں تیری عبادت کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ مگر اِس عہد کی تکمیل تیری امداد کے سوا نہیں ہو سکتی اسلئے تُو میری مدد کر اور مجھے اس امر کی توفیق دے کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہ کروں۔"

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۲۹-۳۰)

مرسلہ:- سردار عبدالحق شاکر ربوہ

سورۃ الانعام ع

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ

یقیناً خسارہ میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کی تکذیب کی۔ یہاں تک کہ جب ان کے پاس

السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ

قیامت کی گھڑی اچانک آگئی تو وہ کہہ اٹھے ہائے ہمیں حسرت اور افسوس اس پر کہ ہم نے قیامت کے بارے میں سخت کوتاہی کی۔ وہ

يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ○

لوگ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کے بوجھ اٹھائے ہوں گے۔ خبردار! نہایت برا بوجھ وہ اٹھا رہے ہیں۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

یہ ورلی زندگی تو صرف کھیل کود ہے۔ اور یقیناً پیچھے آنے والا گھر ان لوگوں کے لئے زیادہ بہتر

تفسیر: اس رکوع کی پہلی آیت میں منکرین قیامت کے بُرے انجام کا ذکر فرمایا ہے۔ ایسے لوگ درحقیقت اس بات کی تکذیب کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے اور انہیں اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ اس انکار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہایت بے باکی سے گناہ کرتے رہتے ہیں جب ان کی موت آتی ہے (ہر شخص کی ایک قیامت خود اس کی موت کی گھڑی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ) تو وہ یاس و حسرت کا شکار ہو جاتے ہیں، انہیں افسوس ہوتا ہے کہ ہم نے قیامت کا انکار کر کے سخت غلطی کی مگر اس وقت افسوس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ان کے گناہوں کا بار ان کے کندھوں پر ہوگا اور انہیں اپنے اعمال کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ

اور بابرکت ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ یقیناً ہم جانتے ہیں کہ وہ بات جو کفار کہتے ہیں

الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

تجھے غمگین کرتی ہے لیکن وہ درحقیقت تجھ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم لوگ جان بوجھ کر

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ

اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ یقیناً تجھ سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا

فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ج

انہوں نے اس تکذیب اور اذیت پر صبر کیا یہاں تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد آگئی۔

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ج وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِي

اللہ کے کلمات اور اس کی پیشگوئیوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور تیرے پاس رسولوں کی بعض خبریں

الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ

پہنچ چکی ہیں۔ اور اگر ان منکر لوگوں کا منہ پھیرنا تجھ پر سخت ناگوار ہے تو اگر

اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ

آپ طاقت رکھتے ہیں کہ زمین میں کوئی سرنگ تلاش کرلیں یا آسمان میں سیڑھی لگالیں

دوسری آیت میں اس جہان کی ناپائیداری کو لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ کے الفاظ میں بیان فرمایا یعنی اس میں جسمانی زندگی اور عارضی فائدے انسان کو حاصل ہوتے ہیں لیکن حقیقی اور دائمی زندگی بعد میں آنے والی ہے۔ عقل سے کام لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آجاتی ہے۔

تیسری اور چوتھی آیت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تکلیف کا بیان ہے جو آپ کو مکذبین کے کلمات سے پہنچتی تھی

فَتَأْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى

اور اُن کے پاس اُن کا مطلوبہ نشان لے آئیں (تو ایسا کر دیکھیں) اور اگر اللہ تعالیٰ جبری طور پر اپنے ارادہ کو نافذ کرتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

پس تو بے سمجھ لوگوں میں سے مت بن ۔ صرف وہی لوگ پیغامِ حق کو قبول کرتے ہیں جو

يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○

توجہ سے سُنتے ہیں ۔ مُردوں کو (خواہ روحانی ہوں یا جسمانی) اللہ ہی اُٹھاتا ہے پھر سب اُسی کی طرف اُٹھائے جائیں گے ۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ

اُن لوگوں نے کہا کہ اِس رسول پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشان کیوں نازل نہیں کیا جاتا ؟ اے رسول ! تو کہدے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ

عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اِس بات پر قادر ہے کہ وہ عظیم نشان نازل کرے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ

زمین میں نہ کوئی چلنے والا جانور ہے اور نہ ہی کوئی پرندہ جو کہ دو پروں سے اُڑتا ہے مگر

اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ

وہ سب تمہاری طرح مختلف گروہ ہیں ۔ ہم نے اس کتاب میں بیانِ حقائق کے لحاظ سے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی پھر

فرمایا کہ تجھ سے پہلے کے انبیاء و رسل سے بھی ان کی قوموں نے یہی سلوک کیا تھا ۔ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا آخر کار خدائی نصرت انکے شاملِ حال ہو گئی اور وہ کامران ہوئے ۔ خدا تعالیٰ کا یہ نوشتہ اٹل ہے کہ انجامکار رسول اور انکے متبعین ہی غالب آتے ہیں ۔ سو ایسا ہی اب بھی ہو گا ۔ آپ صبر کریں اور پھر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے کرشمے دیکھیں ۔

پانچویں اور چھٹی آیت میں بتلایا ہے کہ آپ جو کچھ کر سکتے ہیں مقدور بھر کر لیں مگر ایمان میں چونکہ جبر نہیں اسلئے ان

إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ○ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَ

یہ لوگ اپنے رب کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔ جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی وہ تاریکیوں میں

بُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۗ مَنْ يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ ۖ وَمَنْ يَشَأْ

بھٹکنے والے بہرے اور گونگے لوگ ہیں۔ جس کو اللہ چاہتا ہے گمراہ قرار دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے

يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○ قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ

صراط مستقیم پر قائم کر دیتا ہے۔ اے رسول! تو پوچھ کہ تم بتاؤ کہ اگر تمہارے پاس

عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ ج إِنْ

اللہ کا عذاب آ جائے یا قیامت کی گھڑی تم پر آ جائے تو کیا تم اللہ کے سوا معبودوں کو پکارو گے (اس کا

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ

جواب دو) اگر تم سچے ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم مصیبت کے وقت اللہ ہی کو پکارو گے اور وہ اللہ اس

ع ۱۱ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ○

۱۰ مصیبت کو جس سے بچنے کے لئے تم دعا کرتے ہو اگر چاہے گا تو دور کر دے گا اور تم اسوقت ان معبودوں کو بھول جاتے ہو جنہیں خدا کا شریک ٹھہراتے ہو۔

منکرین کے اعراض سے گھبرانے کی ضرورت نہیں وقت آئیگا کہ یہ ایمان لے آئیں گے۔ اسوقت تو ان پر مُردنی طاری ہے ہاں اللہ تعالیٰ وقت پر انکو ضرور زندگی بخشے گا۔ اسوقت تو یہ لوگ تمسخر کرتے ہیں اور تیری باتوں پر کان نہیں دھرتے اسلئے اسوقت تعداد و بھی انسانی کوشش بھی کامیاب ہوگی۔

ساتویں آیت میں کفار کے اقتراحی معجزات کے مطالبہ کا ذکر کرکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے نشان دکھایا کرتا ہے وہ انسانوں کا تابع نہیں۔

آٹھویں آیت میں کائنات میں چوپایوں اور پرندوں کے حالات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ نویں آیت میں منکرین کی حالت کا بیان ہے کہ وہ بہرے گونگے تاریکی میں بھٹک رہے ہیں انکی حالت ان چوپایوں سے بھی بدتر ہے۔

دسویں اور گیارھویں آیت میں عذاب یا ساعت کے آنے کا ذکر ہے اور فرمایا کہ ایسے اوقات میں تم معبودان باطلہ کو بھول جایا کرتے ہو اور صرف ایک اللہ سے دعا کرتے ہو پس صحیح اور فطرت کے مطابق صرف عقیدہ توحید ہی ہے۔

درس الحدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمزاد مومن کا ہر نیک کام دس گنے سے لیکر سات سو گنے تک بڑھایا جاتا ہے مگر روزہ کہ وہ خالص میرے لئے یعنی میرے رنگ میں خاص طور پر رنگین ہونے کی کوشش ہے سو میں اس کا خاص بدلہ دونگا کیونکہ مومن میری خاطر اپنے ازدواجی تعلقات اور کھانے کو ترک کرتا ہے۔ فرمایا کہ روزہ دار کو دو وقتوں میں خاص خوشی ہوتی ہے ایک تو افطاری کے وقت۔ دوسرے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بدبو بھی اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ روزہ روزہ دار کے لئے ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کسی شخص کا روزہ کا دن ہو تو وہ کوئی شہوت انگیز بات نہ کرے اور نہ کسی اور قسم کا شور و شر کرے حتیٰ کہ اگر کوئی اور اس سے بدزبانی کرے یا گالی گلوچ کرے یا لڑائی کرتا ہے تو اسے یہ کہہ کر سلوک کرے کہ میں روزہ دار ہوں۔"

تشریح: اس حدیث میں پہلی اصولی بات یہ بیان ہوئی ہے کہ مومنوں کو ان کی نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا دیا جاتا ہے اور حسب خلوص نیت یہ اجر سات سو گنا تک بھی بڑھ سکتا ہے۔ دوسری بات روزہ کی فضیلت کا بیان ہے۔ روزہ دار دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر اور ازدواجی تعلقات سے علیحدہ رہ کر اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے لئے اپنی موت اور اپنی اولاد کی قربانی کے لئے بھی تیار ہے۔ اللہ تعالیٰ کھانے پینے کا محتاج نہیں انسان کھانے پینے کا محتاج ہے۔ باں ہمہ وہ ایک محدود عرصہ کے لئے جو اس کے رب نے مقرر فرمایا ہے کھانا پینا ترک کرتا ہے یہ گویا ایک طرح سے اللہ تعالیٰ سے مماثلت پیدا کرتا ہے۔

روزہ دار کے لئے دو خاص اوقات خوشی کے ہوتے ہیں جب وہ غروب آفتاب کے وقت اپنے ایک فرض کو بخیر و خوبی سرانجام دیکر افطار کرتا ہے اور پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا اور ان کا خدا اس سے راضی ہوگا۔

بعض دفعہ بھوک، پیاس کی وجہ ایک قسم کی بو منہ سے آنے لگتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بو بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کیونکہ اس کی نگاہ میں یہ کستوری کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے یہ روزہ دار کی قربانی کی قبولیت کی طرف اشارہ ہے۔

روزہ کو ڈھال قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ بہت سی برائیوں سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ داروں کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ روزہ کے احترام اور اسکے تقدس کا خاطر رکھیں۔ نہ شور کریں اور نہ لغو باتوں میں مصروف ہوں۔ اگر کوئی روزہ دار سے بدزبانی کرنا یا لڑنا چاہے تو [illegible] روزہ دار ہوں [illegible]

شَانُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مکرم مولوی محمد عثمان صاحب الصدّیقی ایم۔ اے)

مِنْ اَرْضِ مَكَّةَ بَحْرُ عِرْفَانٍ جَرٰى ... بِظُهُوْرِ سَيِّدِنَا النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى
اِنِّيْ لَنَاعِتُ شَانِ مَنْ وَمَقَامِ مَنْ ... هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ جَمِيْعِهَا
اَعْنِيْ بِهٖ حِبِّيْ مُحَمَّدَانِ الَّذِيْ ... هُوَ فِي الْخَلَائِقِ كُلِّهِمْ خَيْرُ الْوَرٰى
لِلْاَنْبِيَاءِ جَمِيْعِهِمْ هُوَ قُدْوَةٌ ... هُمْ خَلْفَهٗ وَهُوَ الْاِمَامُ الْمُقْتَدٰى
هُوَ اُسْوَةٌ فِيْ عِفَّةٍ وَّطَهَارَةٍ ... وَعَلَيْهِ قَدْ تَمَّ الْكَرَامَةُ وَالتُّقٰى
هُوَ مَتْنُ كُلِّ اِمَامَةٍ وَّقِيَادَةٍ ... وَّسِيَادَةٍ وَّفَضِيْلَةٍ لَقَدِ امْتَطٰى
لِيَكُوْنَ فِي الدَّارَيْنِ سَيِّدَ خَلْقِهٖ ... بِرِضَاءِهٖ اَللّٰهُ اِيَّاهُ اجْتَبٰى
فِيْ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ كَانَ مَقَامَهٗ ... اَلسِّدْرَةُ وَهِيَ الْمَقَامُ الْمُنْتَهٰى
فِيْ قُرْبِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ دَنٰى هُنَا ... ثُمَّ دَنٰى ثُمَّ دَنٰى ثُمَّ دَنٰى
مِنْ كُلِّ غَيْرٍ اَقْرَبَ لِلِقَائِهٖ ... اَللّٰهُ اِيَّاهُ بِحَضْرَتِهٖ دَعٰى
عَلْيَاءَ رُتْبَتِهٖ وَشَانَ مَقَامِهٖ ... بِتَعَجُّبٍ وَّبِحَيْرَةٍ اِنِّيْ اَرٰى
بِكَمَالِ اِنْسَانِيَّةٍ فِيْ ذَاتِهٖ ... مِنْ كُلِّ مَنْقَبَةٍ لَقَدْ بَلَغَ الْعُلٰى
مِنْ كُلِّ اِنْسَانٍ سِوَاهُ مُحَمَّدٌ ... دَرَجَاتُ رِفْعَتِهٖ بِاَكْثَرِهَا طَوٰى
لَمْ يَرْتَقِ اَحَدٌ وَّلَا هُوَ يَرْتَقِيْ ... شَانًا اِلٰى حَيْثُ مُحَمَّدُنَا ارْتَقٰى
لَمْ يَنْتَهِ اَحَدٌ وَّلَا هُوَ يَنْتَهِيْ ... فِيْ عِزَّةٍ وَّجَلَالَةٍ حَيْثُ انْتَهٰى
مَاءَ الْحَيَاةِ الْخِضْرُ طَلَبَ وَلَمْ يَجِدْ ... بِالْكَوْثَرِ لٰكِنْ مُحَمَّدُنَا اَتٰى
مَنْ جَاءَهٗ مِنْ عَطَشِهٖ مُسْتَسْقِيًا ... رَوَّاهُ مِنْ كَاْسَاتِهٖ حَتّٰى ارْتَوٰى
اَنّٰى تَوَجَّهَ فِيْ مَجَالِ رُقِيَّةٍ ... اَلنَّصْرُ تَحْتَ تُرَابِ قَدَمَيْهِ اسْتَوٰى
بِاِزَاءِ نُوْرِ جَبِيْنِهٖ وَرُوَائِهٖ ... اَلْبَدْرُ عَنْهُ قَدْ تَقَاصَرَ فِي السَّنَا
فِي اللّٰهِ مِنْ عِشْقٍ حَقِيْقٍ كَامِلٍ ... فَنِيَ وَاِيَّاهُ بِمُهْجَتِهٖ فَدٰى
اَللّٰهُ حِبِّيَ اَوَّلًا وَّمُحَمَّدٌ ... مِنْ بَعْدِهٖ حِبِّيْ وَعَاشِقُهٗ اَنَا
مِنْ عَرْشِهٖ اللّٰهُ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ ... اَدْفَعْ بِشَانِ مُحَمَّدٍ يَا حَبَّذَا

احتساب

(نتیجۂ فکر جناب نسیم سیفی صاحب)

جام و ساغر تو ہو شراب نہ ہو
بادہ نوشوں کو یہ عذاب نہ ہو

کُھل کے برسے گھٹا چہار طرف
آب ہی آب ہو سراب نہ ہو

جو سمندر کی طرح بپھرا ہے
وہ حقیقت میں اک حباب نہ ہو

صبحِ نو کی جو آمد آمد ہے
اہلِ شب کا یہ احتساب نہ ہو

خواجگانِ نظام تُو ہشیار!
پسِ پردہ اک انقلاب نہ ہو

وقفِ دیں جس کی زندگانی ہے
وہ بھلا کیسے کامیاب نہ ہو

ہاں مگر کام اس کے ہیں ناکام
جو خلافت سے فیضیاب نہ ہو

آپ یوں بھی تو سامنے آئیں!
درمیاں میں کوئی حجاب نہ ہو

آپ کا تو کوئی جواب نہیں
میرا بھی تو کوئی جواب نہ ہو

اُس گلی میں نسیم پھرتا ہے
یا الٰہی! یہ کوئی خواب نہ ہو

زمزمۂ فکر

(جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے)

پھر فکر ہے محیطِ دلِ زار، دوستو!
اہلِ وطن ہیں درپئے آزار، دوستو!

مذہب کے نام پر یہ فساد و جدال و خون
ہیں خندہ زن اِس حال پہ اغیار، دوستو!

قائم نہیں جمعیت اہلِ نظر کہیں
بکھری پڑی ہے دولتِ افکار، دوستو!

طوفاں بڑھا ہے ساحلِ دریا کے آس پاس
کشتی چلی ہے جانبِ منجدھار، دوستو!

جنسِ وفا کا کوئی خریدار ہی نہیں
یوسف ہے اور مصر کا بازار، دوستو!

لیکن نہ مطمئن ہوں عدوانِ اہلِ دیں
وہ خود ہے اپنے دیں کا نگہدار، دوستو!

ملتی ہے اِک حیات ہر اک کربلا کے بعد
کہتی یہی ہے وقت کی رفتار، دوستو!

مجھ کو یقیں ہے چھائے گا کل عظمتوں کے ساتھ
رُوئے چمن پہ ابرِ گہربار، دوستو!

شذرات

۱۔ فرقہ دارانہ بنیادوں پر آئین مت بنائیے

شیعہ رسالہ معارفِ اسلام لاہور لکھتا ہے :۔

"اگر فرقہ دارانہ بنیادوں پر آئین و قوانین بنانا مقصود ہوتا تو اوّل تو فرقہ دارانہ مردم شماری کرائی جاتی کہ بریلوی کتنے ہیں؟ شیعہ کتنے ہیں؟ وہابی کتنے ہیں؟ دیوبندی کتنے ہیں؟ مرزائی کتنے ہیں؟ صوفی کتنے ہیں؟ وغیرہ ذلک۔ پھر اسمبلیوں میں ہر ایک کے لئے جدا جدا ان کی تعداد کے مطابق نشستیں مقرر ہوتیں۔ پھر آئین و قوانین کے فیصلے کئے جاتے مگر ایسا نہ ہوا۔ نہ یہ مقصد تھا بلکہ مشترکہ مردم شماری، مشترکہ ووٹنگ اور مشترکہ اسلام کی بنیاد پر ہی تمام امور سرانجام دیئے گئے۔"

(معارف اسلام ستمبر اکتوبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۲)

الفرقان ۔ شیعہ معاصر کا یہ بیان نہایت معقول ہے۔ علاوہ ازیں فرقہ دارانہ آئین ملک میں انتشار و تشتت کی اساس ثابت ہوگا۔ مشترکہ اسلام کی اساس پر پاکستان قائم ہوا تھا اور اسی اساس پر قائم رہ سکتا ہے۔

۲۔ شیعوں کو غیر مُسلم اقلیت قرار دینے کی تیاری

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ماہنامہ الحق کے ایڈیٹر صاحب نے ماہ ستمبر ۱۹۷۲ء کے شمارہ کا اداریہ شیعوں کے علیحدہ دینی نصاب کے بارے میں لکھا ہے۔ ایک اقتباس یہ ہے کہ :۔

"اگر شیعہ حضرات اہل سنت سے اپنے اختلافات کو اصولی قرار دینے پر مصر ہیں تو مسلمانوں کے لئے سوچنا ہوگا کہ ایسے اصولی اختلافات کے ساتھ کوئی شخص مسلمان کے دائرہ میں رہ سکتا ہے یا نہیں؟ یا ایسے اصولی اختلافات کے ہوتے ہوئے کوئی اقلیت ملک کے کلیدی مناصب بشمول صدارت وغیرہ پر فائز رہ سکتی ہے یا نہیں؟"

(الحق ستمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۳)

الفرقان ۔ ہمارے نزدیک یہ انداز فکر اکٹھے رہنے کے سراسر منافی ہے۔ اس عبارت میں شیعوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تمہید رکھ دی گئی ہے اور انہیں کلیدی مناصب سے محروم کرنے کی سکیم کا بیان موجود ہے۔ ہم اس انداز کو ملکی استحکام کے سلسلہ میں پاکستان کی سالمیت اور

استحکام کے منافی قرار دیتے ہیں۔

۳۔ احمدیہ مسجد لنڈن میں جناب دولتانہ کی تقریر

جناب ممتاز محمد خان دولتانہ سفیر پاکستان برائے انگلستان نے مسجد فضل لنڈن (جماعت احمدیہ کی مسجد) میں ایک تقریر فرمائی۔ اسکی روداد روزنامہ جنگ لنڈن میں یوں شائع ہوئی ہے کہ:۔

"انہوں (دولتانہ صاحب) نے زور دیا کہ آج اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ نوجوان نسل کو پاکستان اور اس کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کیا جائے۔ تقریر کے ابتداء میں انہوں نے کہا میں لنڈن مسجد میں تجدید وفا کے سلسلہ میں حاضر ہوا ہوں کیونکہ آج سے ۴۰ سال قبل جب میں پہلی بار یورپ آیا تو میری مغربی زندگی کے ابتدائی ایام اسی مسجد کے زیر سایہ گزرے۔"

(روزنامہ جنگ لنڈن ۷ اگست ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ جناب دولتانہ صاحب نے باتیں تو نہایت ضروری فرمائی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب دولتانہ کو تجدید وفا کے عہد کو بھی آخر تک نبھانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

۴۔ لفظ ختم نبوت سے "مطلب" حاصل نہیں ہوسکتا!

ہفت روزہ المنبر لائلپور کے ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

"مرزائیت نے عقیدہ ختم نبوت کی تشریح کے اندر اس قسم کی پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں کہ جن کے پیش نظر صرف لفظ ختم نبوت کے ذکر کرنے سے مطلب حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس لفظ کی تشریح امت کے متفق عقیدہ کے مطابق نہ کی جائے اور مرزائیوں کی گروہ بندیوں کی وجہ سے ان کا نام لئے بغیر ان کا غیر مسلم اقلیت ہونا متعین نہیں ہوسکتا۔"

(المنبر ۱۲؍اکتوبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ ظاہر ہو گیا کہ ختم نبوت کے لفظ سے علماء کا "مطلب" حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ختم نبوت کے تو احمدی بھی قائل ہیں اور وہ بھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ چونکہ علماء کا اصل مطلب تو احمدیوں کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دینا ہے اسلئے اب وہ ختم نبوت اور خاتم النبیین سے آگے بڑھ کر علماء کی "تشریح" کو ایمانیات میں قرار دے رہے ہیں۔ گویا یہ لوگ قرآن و سنت کو نہیں بلکہ اپنی "تشریح" کو دین ٹھہرا رہے ہیں مگر ہم انہیں ابھی سے کہہ دیتے ہیں کہ اس لفظ کی امت کے "متفق عقیدہ" سے تشریح کرنے کے میدان میں بھی علماء ہار جائیں گے کیونکہ ان کے ہاں آج خاتم النبیین کے بعد ایک نبی عیسے علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ متفقہ قرار

دیا جا رہا ہے۔ گویا احمدی و غیر احمدی حضرت خاتم النبیین کے بعد ایک نبی کی آمد پر اتفاق رکھتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ علماء مستقل نبی اسرائیلی کے قائل ہیں اور جماعت احمدیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اُمتی نبی محمدی کے قائل ہیں۔ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؟

۵۔ ارتداد کے سلسلہ میں علماء کا تضاد

عزیز پبلیکیشنز لاہور نے مفتی محمود صاحب وزیر اعلیٰ سرحد کے چند انٹرویوز اور تقاریر کا مجموعہ اذانِ سحر کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس مجموعہ پر روزنامہ امروز لاہور ۱۶ر اکتوبر ۱۹۷۲ء نے تبصرہ کیا۔

تبصرہ نگار نے اذانِ سحر کے پیش لفظ سے آزادیٔ مذہب و رائے کے بارے میں الفاظ ذیل نقل کئے ہیں کہ:۔

"ہم دَور کے اس بین الاقوامی اصول پر باقاعدگی کے ساتھ سختی سے عمل پیرا ہوں گے۔"

پھر مفتی محمود صاحب کی تقریر کے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ:۔

"اسلامی قانون سازی کہتی ہے مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔"

اس کے بعد فاضل تبصرہ نگار لکھتے ہیں کہ:۔

"ہم یہاں اس بحث میں نہیں پڑتے کہ اسلام سے ارتداد کرنے والے کی سزا کیا ہو لیکن مفتی صاحب اور ان کی جماعت سے با ادب عرض کریں گے کہ ایک طرف آپ جمہوریت کے حامی ہیں اور بین الاقوامی اصول کو بھی ملحوظِ نظر رکھنا چاہیئے اور دوسری طرف ضمیر و رائے کی آزادی کا اصول جو جمہوریت کی اصل بنیاد ہے اس کا انکار کرتے ہیں۔ یہ باتیں درس و تدریس میں تو چل سکتی ہیں لیکن مسندِ حکومت پر بیٹھ کر اس تضاد سے پیچھا چھڑانا مشکل ہوگا۔"

(امروز لاہور ۱۶ر اکتوبر ۱۹۷۲ء)

الفرقان ۔ علماء کے خیالات میں اس قسم کے تضاد بہت ہیں۔ اگر وہ ٹھنڈے دل سے اپنے خیالات پر نظرِ ثانی کریں تو وہ قرآن مجید کی روشنی میں اپنے ان تضادات سے مخلصی حاصل کر سکتے ہیں۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ محقق علماء صاف اعلان کر چکے ہیں کہ قرآن مجید میں ارتداد کی کوئی مادی سزا مذکور نہیں بلکہ قرآن پاک نے لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ کے الفاظ میں مذہب میں آزادی کا اعلان فرمایا ہے۔ لیکن بایں ہمہ مفتی صاحب ایسے لوگ ارتداد کی سزا قتل قرار دے لیتے ہیں۔

۶۔ مسلمانوں کے لئے امن و اتحاد کی راہ

پاکستان شیعہ مطالبات کمیٹی کے صدر صاحب لکھتے ہیں:۔

"اسلام تو دین میں جبر روا نہیں رکھتا

اس کے علاوہ مذہب ہر شخص کا ذاتی مسئلہ ہے وہ اس کے اور خدا کے درمیان ایک رشتہ ہے۔ مجھے اس سے کیا غرض کہ کسی دوسرے کا مذہب کیا ہے۔ ہمارے لئے یہ رشتہ کہ ہم مسلمان ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں کافی ہے۔"

(ماہنامہ پیام عمل لاہور اکتوبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۲)

الفرقان ۔ یہ الفاظ خاص توجہ کے قابل ہیں۔ امن کی راہ یہی ہے کہ جب کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو اسے ملّت مسلمہ کا فرد قرار دینا ضروری ہے۔ انتظامی اور ملکی طور پر اسے مسلمان کے حقوق ملنے لازمی ہیں باقی معاملہ اس کے اور اس کے خدا کے درمیان ہے۔ اے کاش! زیادہ تعداد رکھنے والے فرقے بھی اس حقیقت کو اپنالیں۔

۷۔ شیعہ و سُنّی عقائد "آگ اور پانی"!

مدیر الحق اکوڑہ خٹک پشاور نے "**شیعہ معتقدات**" کا بایں الفاظ تذکرہ کیا ہے:-

"چند ایک حضرات کو چھوڑ کر صحابہؓ کی اکثریت اسلام اور ایمان کے معیار پر بھی پوری نہیں اُترتی (معاذ اللہ) صدیقؓ و فاروقؓ اور عثمانؓ غنی سمیت سب اجلّہ صحابہ نعوذ باللہ غاصب اور ظالم تھے۔ حضرت عائشہؓ اور دیگر امہات المومنین (رضی اللہ عنہن) کے بارہ میں ان کے عقائد کوئی غیور مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ خلافت میں ان کے ہاں صدیقؓ و فاروقؓ کی حیثیت ثانوی ہے۔

تقیہ: بوقتِ ضرورت جھوٹ۔ اور متعہ: مرد و زن کی باہمی رضامندی سے شہوت رانی۔ ان کے دین کے بنیادی اصول ہیں۔ صحابہؓ کرام پر لعن و طعن، تبرا بازی ان کا جزوِ دین ہے۔ عقیدۂ بدأ قرآن کی ابدیت اور شریعت کے ناقابلِ فسخ ہونے کی سراسر نفی کرتی ہے۔"

(الحق ستمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱)

الفرقان ۔ ان الفاظ کے بعد مدیر الحق نے شیعہ و سُنّی کے عقائد کو "آگ اور پانی" قرار دیتے ہوئے جو یہ خطرہ ظاہر کیا ہے کہ اگر شیعوں کا نصاب دینیات علیحدہ کیا گیا تو "پوری سُنّی آبادی شیعہ معتقدات کی لپیٹ میں آسکتی ہے" ہمیں اس میں کوئی وزن نظر نہیں آتا۔ بصورتِ دیگر یہی بات شیعہ صاحبان کہہ سکتے ہیں۔ امن کے قیام کے لئے ہر ایک کے ساتھ یکساں انصاف ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو قبولِ حق کی توفیق بخشے۔ آمین ہم حیران ہیں کہ عقائد کے معاملے میں لوگ آگ و پانی بننے کی بجائے صحیح طریق کیوں اختیار نہیں کرتے؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ سب مسلمان منصفانہ طور پر قرآن مجید پر غور و تدبّر کرکے اور قرآنی عقائد کو اختیار کرکے متحد ہو جائیں؟

قسط ۲

خاتم النبیین کی صحیح تفسیر

کراچی کے رسالہ ترجمان اہلسنّت کے استدلال کا جواب

(۲)

آنے والے نبیوں پر ایمان لانے کا قرآنی حکم

اس جگہ ایک اہم سوال ہر طالب حق کے دل میں پیدا ہونا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ بلاشبہ نئی شریعت اور نئے تشریعی نبی کے آنے کو تو سب بند مانتے ہیں۔ ان پر ایمان لانے کا اگر قرآن مجید میں حکم نہیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے لیکن جب جماعت احمدیہ غیر تشریعی امتی نبی کے آنے کے امکان کو مانتی ہے تو کیا ایسے نبیوں پر ایمان لانے کا حکم قرآن مجید میں ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہاں ایسا حکم موجود ہے۔ اس جگہ ہم صرف ایک آیت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نہیں ہے کہ مومنوں کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر اے مسلمانو! تم اس وقت ہو۔ یہاں تک کہ وہ خبیث کو طیب سے ممتاز کریگا۔ ہاں اس کی یہ شان بھی نہیں کہ تم کو براہ راست غیب پر مطلع کرے لیکن وہ جن کو چاہیگا اپنے رسولوں میں چن لے گا۔ پس تم اے مسلمانو! اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاتے رہو اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کروگے تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہوگا۔" (آل عمران ع ۱۸)

اس آیت میں مسلمان مخاطب ہیں اور امتیاز بین الطیب والخبیث کے لئے رسولوں کے منتخب کرنے کا وعدہ ہے اور پھر ان جملہ رسولوں پر ایمان

لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا قرآن پاک کے نزول کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بھی منتخب کئے جائیں گے اور مسلمانوں کو ان پر ایمان لانے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ کتنا صاف اور واضح استدلال ہے؟

پس یہ درست اور برحق بات ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی اور نہ کوئی نیا تشریعی نبی آئے گا۔ اسلئے ان پر ایمان لانے کا حکم نہیں ہو سکتا۔ البتہ چونکہ قرآن مجید سے غیر تشریعی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی نبیوں کا آنا ثابت ہے اور نبی خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی مستقل ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہو بہرحال نبی ہوتا ہے اور آیت کریمہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کے مطابق ہم سب پر ایمان لانے کے مکلف ہیں۔ اسلئے اُمتی نبیوں کا ماننا بھی ضروری ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے واضح ترین انداز میں سورہ آل عمران میں آئندہ آنے والے نبیوں کا ذکر کرکے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ فرما دیا ہے تو کسی مسلمان کے لئے کونسی مجالِ انکار رہ جاتی ہے؟

فیضانِ محمدی کے جاری ہونے پر آیاتِ قرآنیہ

مفتی شجاعت علی صاحب قادری نے اپنے مقالہ میں ان آیاتِ قرآنیہ میں سے بعض کا ذکر کیا ہے جو جماعت احمدیہ کی طرف سے فیضانِ محمدی کے جاری ہونے کے استدلال کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔ چونکہ یہ اصول سب کو مسلّم ہے اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا کہ قرآن مجید کا ایک حصہ دوسرے کی تفسیر کرتا ہے۔ اسلئے جماعت احمدیہ کا یہ استدلال بڑا وزن رکھتا ہے کہ خود قرآن مجید نے متعدد آیات میں اُمتِ محمدیہ کے لئے فیضانِ محمدی کو جاری قرار دیا ہے۔ اسلئے خاتم النبیین کی ایسی تفسیر نہ کرنی چاہیئے جو ان آیات کے خلاف ہو ورنہ ماننا پڑے گا کہ قرآنی آیات میں معاذ اللہ تعارض ہے۔

مفتی صاحب نے اپنے اعتراضات کا آغاز اِن الفاظ سے فرمایا ہے:۔

> "اب ان چند آیات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو منکرینِ ختمِ نبوت مسلمانوں کے دلوں میں شک و شبہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔"

یہ الفاظ مقالہ نگار کی نیت اور انداز اعتراض پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔

(۱) وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ

جناب مفتی صاحب نے سورۂ نساء کی آیت وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا کو اس ترجمہ کے ساتھ تحریر کیا ہے:۔

"جو لوگ بھی اطاعت کریں گے اللہ

اور اس کے رسول کی تو وہ روزِ **قیامت** (؟) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ۔ اور یہ سب اچھے رفیق ہیں۔" (ص۳۵)

اس ترجمہ میں "روزِ قیامت" کا لفظ خود ایجاد کر لیا ہے پھر ترجمہ کے لفظوں سے یہ اثر پیدا کرنا چاہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت گزاروں کا صرف اتنا ہی مقام ہے کہ وہ قیامت کے دن پہلی اُمّتوں کے نبیوں کے ساتھ ہوں نبی نہ ہوں۔ پہلی اُمّتوں کے صدیقوں کے ساتھ ہوں صدیق نہ ہوں پہلی اُمّتوں کے شہیدوں کے ساتھ ہوں شہید نہ ہوں۔ پہلی اُمّتوں کے نیکوں کے ساتھ ہوں نیک نہ ہوں۔

ظاہر ہے کہ جناب مفتی صاحب کا پیدا کردہ تاثر سراسر باطل ہے۔ لفظ مَعَ سے نبیوں کی نفی کرنے کا یہی نتیجہ نکلے گا کیونکہ لفظ مَعَ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین سب کے ساتھ یکساں لگتا ہے پس اوّل تو جناب قادری صاحب نے ترجمہ میں بھی بے انصافی سے کام لیا ہے۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں روزِ قیامت کا ترجمہ انہوں نے قرآن مجید کے کس لفظ کا فرمایا ہے؟

آیت سے ہمارا استدلال

مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ "مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر انسان نبی بن سکتا ہے" (ص۲۵)

یہ تو دراصل "دشمن بات کہے اَن ہونی" والا معاملہ ہے۔

جماعت احمدیہ اس آیت سے جس طرح استدلال کرتی ہے اسے ہم خود ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں آیت خاتم النبیین کے نازل کرنے کے معاً بعد یہ ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے اس خاتم النبیین رسول کو سِرَاجًا مُّنِيرًا (احزاب ع۶) بنایا ہے۔ یہ روشن چراغ ہے اور دوسروں کو روشنی بخشنے والا ہے۔ پھر اسی موقعہ پر فرمایا کہ اے خاتم النبیین! بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيرًا (احزاب ع۶) تو اپنے متبع مومنوں کو بشارت دیدے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے **فضل کبیر** مقرر ہے۔

دوسری جگہ سورۂ نساء کی آیت وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ میں مسلمانوں کے لئے نعمتوں کے چاروں درجوں نبوّت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے پانے کی خبر دی اور اس کے ساتھ فرمایا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ (نساء ع۹) کہ یہ وہ اللہ کا فضل ہے جو مومنوں کو ملنے والا ہے اور جس کی سورۂ احزاب میں مومنوں کو بشارت دی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ احزاب میں **فضلاً** نکرہ ہے اور سورۂ نساء میں **الفضل** معرفہ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ وہی فضل ہے جو مسلمانوں کو خاتم النبیینؐ کی اتباع اور پیروی سے ملنے والا تھا۔ پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا مومنوں کے لئے انعامات کے دروازے کھولنے والا

ہے اللہ کی رحمتوں کو بند کرنے والا نہیں۔

اب اس قرآنی بیان کی روشنی میں غور کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ سورۂ نساء کی زیرِ غور آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کے لئے حقیقی انعامات کی خوشخبری ہے۔ ان میں سے بعض اُمتی نبی ہوں گے، بعض صدیق ہوں گے اور کچھ شہداء قرار پائیں گے اور ایک بڑی تعداد صالحین کی ہوگی۔ غرض سچے متبعین (منافقین کو الگ کر کے) میں سے ہر ایک چار انعامات میں سے کوئی نہ کوئی پانے والا ہوگا۔ جو ان انعامات میں سے کوئی انعام بھی نہیں پاتا وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز متبع نہیں ہے۔

اس استدلال میں مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ میں مِنْ بیانیہ ہوگا اور معیت حقیقی ہم رتبہ ہونے کے معنے میں ہوگی محض زمانی یا مکانی معیت نہ ہوگی جس کا درجہ اور رتبہ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ایسے مواقع پر مَعَ درحقیقت مِنْ کے معنے دیتا ہے۔ خود قرآن مجید میں اس طرح مَعَ بمعنی مِنْ استعمال ہوا ہے۔ دو مثالیں پیش ہیں۔ فرمایا (۱) اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (النساء ع۲۱) کیا کوئی مولوی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ توبہ و اصلاح کرنے والے اور اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق اور دین میں اخلاص رکھنے والے یہ لوگ مومن نہیں ہیں صرف مومنوں کے ساتھ ہیں؟ (۲) ابلیس کے متعلق ایک جگہ فرمایا لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (اعراف ع۲) دوسری جگہ فرمایا اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ (الحجر ع۳) اس تقابل سے مَعَ کا بمعنی مِنْ ہونا واضح ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ میں اُمتِ محمدیہ کو چار انعامات روحانی پانے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ اُمت کے افراد میں سے جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا ان انعامات سے نوازے گا۔ بہرحال اس آیت سے اُمتی نبوت کا دروازہ کھلا ثابت ہوتا ہے۔

جہاں تک سورۂ فاتحہ کی دُعا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا تعلق ہے اس میں بھی اُمتیوں کے منعم علیہم بننے کی دعا کی گئی ہے اور منعم علیہم کی سورۂ نساء کی آیت میں چار اقسام بیان ہوئی ہیں۔ گویا سورۂ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں صالح، شہید، صدیق اور نبی بنتے رہیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جو دعا خود اپنے بندوں کو سکھاتا ہے وہ ضرور قبول کی جاتی ہے پس یہ دعا بھی درحقیقت ایک خوشخبری ہے کہ اُمتِ محمدیہ کے افراد کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں جملہ انعامات کے دروازے کھلے ہیں۔

مفتی صاحب کے دو شبہات کا ازالہ

(۱) مفتی صاحب نے اپنا شبہ اوّل بایں الفاظ

درج کیا ہے کہ :-

"اس میں تو لفظ مَعَ ہے جس کا ترجمہ "ساتھ" ہے۔ پھر اس کی مزید تاکید آیت کے آخری جملہ سے ہے کہ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا اور یہ سب اچھے رفیق ہیں۔ تو آیت کا صریح مفہوم یہ ہے کہ خدا کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو چاروں منعم علیہم یا ان میں سے بعض کی رفاقت و معیت حاصل ہو جائے گی" (ترجمان صفحہ ۲۵)

اَمّا الجواب - مَعَ کے متعلق سطور بالا میں ذکر ہو چکا ہے۔ رفاقت و معیت تین طرح کی ہو سکتی ہے (۱) زمانی رفاقت۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ اور فرعون ایک زمانہ میں تھے (۲) مکانی رفاقت جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور نجران کے عیسائی مسجد نبوی میں موجود تھے (۳) رتبی رفاقت۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلحاظ درجۂ نبوت رفیق اور ساتھی ہیں (اقسام کی تفصیل کے لئے المفردات راغب ملاحظہ فرمائیں) ظاہر ہے کہ مؤخر الذکر قسم کی رفاقت یعنی رتبی رفاقت ہی بہتر رفاقت ہے اور یہی لوگ آپس میں بہترین رفیق ہیں ورنہ محض زمانہ کا یا مکان کا ایک ہونا اپنی ذات میں قابلِ فخر نہیں ہے۔ اصل قابلِ اعزاز رفاقت تو وہی ہے جس میں مرتبہ اور مقام کی رفاقت شامل ہو۔

مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ چونکہ دوسری آیات میں اطاعت نبوی سے صدیق، شہید اور صالح بننے کا ذکر موجود ہے اسلئے آیت وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ سے صدیق، شہید اور صالح بننے کا بھی ثبوت نہیں ملتا۔ وہ دوسری آیات سے ثابت ہے مگر یہ عذر تارِ عنکبوت سے بڑھ کر نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے وہ آیات تو پیش نہیں فرمائیں صرف دعویٰ کر دیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ بزعم مفتی صاحب اللہ تعالےٰ نے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ کے شرطیہ جملہ کی مکمل جزا اس آیت میں کیوں بیان نہیں فرمائی حالانکہ موقعہ کا تقاضا تھا۔ دوسرے آپ کے خیال والی اس برائے نام رفاقت کو ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ گویا خود آیت کے الفاظ اور اس کا سیاق مفتی صاحب کے اس شبہ کے ازالہ کے لئے کافی ہے۔

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر انسان جس کے راستہ پر چلے وہی بن جائے تو بڑی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ پھر پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ اور آپ کے خلیفہ مرزا صاحب کے راستہ پر چلتے ہیں وہ مرزا جی کیوں نہیں بن گئے؟ پھر آپ خدا کے راستہ پر چل رہے ہیں تو خدا کیوں نہیں بن گئے؟ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"کیا کوئی آپ کی اس منطق کو مان
لے گا کہ انسان وزیر، سفیر یا بادشاہ
کی راہ چل کر وزیر، سفیر یا بادشاہ
بن جائے گا؟"

اَمّا الجواب ۔ مفتی صاحب کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ اچھے یا بُرے لوگوں کے طریق پر چلنے والے اچھے یا بُرے نہیں بن جاتے۔ گویا یہود و نصاریٰ کے راہ پر چلنے والے ان کے رنگ میں رنگین نہ ہوں گے اور مومنوں کی پیروی کرنے والے مومن نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ صحابہؓ کی پوری اتباع کرنے والے بھی انہی کی طرح رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ فرمایا وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُمْ ( ) دوسری طرف سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ کو ترک کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ فرمایا وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ (النساء ع ۱۲) پس مومنوں یا کافروں کے راستوں کی پیروی کرنے والے یقیناً مومن یا کافر بن جاتے ہیں۔ اسی نہج پر جو لوگ انعام پانے والوں کی راہ کی سچی پیروی کریں گے وہ یقیناً انعام پانے والے بن جائیں گے۔ راستہ کی پیروی کرنے میں خامی ہو تو وہ علیحدہ معاملہ ہے ورنہ حقیقی پیروی کبھی بے ثمر ثابت نہیں ہوتی۔

حضرت مرزا صاحب کی پیروی کرنے والے اپنے اپنے رنگ میں اور اپنی اپنی پیروی کی حد تک ضرور آپؑ کے مقام کے پانے والے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا سا پیروِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو تیرہ صدیوں میں فردِ واحد ہی نظر آتا ہے۔ نبی نبی میں بھی فرق ہوتا ہے، صدیق صدیق میں بھی فرق ہوتا ہے مگر آپ تو نبی، صدیق، شہید اور صالح بننے کا دروازہ ہی بند کرتے ہیں۔ انعام پانے کی راہوں کو تو کھلا مانیئے پھر مومنوں کی روحانی پرواز اور اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی پر معاملہ چھوڑ دیجئے۔

پیروی سے خدا نہ بننے کی بات مفتی صاحب ایسے عالم کو ہی زیب دیتی ہے۔ اسے قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔ خدا تو وحدہٗ لاشریک ہے کہ نہ پہلے کوئی دوسرا خدا بنا اور نہ کبھی بن سکے گا۔ مخلوق کیلئے خدا بننے کا امکان ہی کہاں ہے، یہ تو محال اور ممتنع ہے اسلئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

باقی رہے وزیر، سفیر اور بادشاہ تو بتلایا جائے کہ آیا یہ لوگ وزارت، سفارت اور بادشاہت کے طریقوں کی پیروی کرکے وزیر، سفیر اور بادشاہ نہیں بنتے تو کن طریقوں کی پیروی سے بنتے ہیں؟ جناب مفتی صاحب! نظرِ ثانی فرمائیں آپ کی منطق غیر معقول ہے یا ہمارا بیان خلافِ قیاس ہے؟

مقامِ حیرت ہے کہ صاف اور واضح آیت ہے، اُمّتِ محمدیہ کے مقاماتِ روحانیہ اور انعامات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنا فضل قرار دے رہا ہے مگر بعض علماء کوتاہ فہمی کے باعث اس روحانی

مدارج کو نیچے لے جا رہے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے یہ اُمّت خَیْرَ اُمَّةٍ قرار پاتی ہے اور اس کے درجات سب اُمّتوں سے بلند تر ہو گئے ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ

مفتی صاحب نے فیضانِ محمّدی کے جاری ہونے پر ہماری طرف سے پیش کردہ آیات میں سے دوسری آیت، سورہ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ذکر فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"مرزائی کہتے ہیں کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے معنے یہ ہیں کہ اور دوسرے نبی بھی آئیں گے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔" (صـ۲۶)

ہمارا کھلا اعلان ہے کہ ہم نے اِس آیت کے یہ معنے اور یہ استدلال ہرگز نہیں کیا۔ یہ محض "مفتی شجاعت علی صاحب کا خود ساختہ اختراع ہے۔ ایک جعلی معنے اور غلط استدلال ہماری طرف منسوب کر کے اسے "خرافات کا پلندہ" قرار دینا مفتی صاحب کی بہت بڑی زیادتی ہے۔

آیت سے ہمارا استدلال

سورۂ جمعہ کی اِس آیت سے ہم جو استدلال کرتے ہیں وہ یوں ہے کہ (۱) جملہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کا عطف یا تو بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ پر ہے اور معنے یہ ہوں گے کہ اللہ ہی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمّیوں میں بطور رسول مبعوث فرمایا اور آپؐ ان پر آیات پڑھتے اور ان کا تزکیۂ نفوس کرتے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں اور وہی اللہ آپؐ کو ان صحابہؓ کے دوسرے گروہ میں بھی مبعوث فرمائے گا جو ابھی تک صحابہؓ سے نہیں ملے۔ ان معنوں کے رُو سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کی خبر اس آیت سے مستنبط ہوتی ہے نیز صحابہؓ کے رنگ میں ہونیوالے اُمّتیوں کے ایک گروہ کا بھی اس میں ذکر ہے (۲) وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ مجرور نہیں بلکہ منصوب ہے اور اس کی عطف یُزَکِّیْهِمْ اور یُعَلِّمُهُمْ کی ضمیر منصوب پر ہے اور معنے یہ ہوں گے کہ آئندہ ایک اور گروہ اُمّت کا ہوگا جن کا صحابہؓ کی طرح ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تزکیۂ نفوس فرمائیں گے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائیں گے۔

ان معنوں کے رُو سے بھی تاثیراتِ نبویہ اور فیضانِ محمّدی جاری ثابت ہوگا۔ پس اِس آیت میں "دوسرے نبیوں" کے آنے کا ذکر نہیں ہاں اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ اور

صحابہؓ کے مثیل افرادِ اُمتِ مُسلمہ کا ذکر ہے۔
ان معنوں کی تائید میں احادیث نبویہ بھی موجود ہیں (۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انّہ سیکون فی اٰخر ھٰذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اوّلھم یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقاتلون اھل الفتن (۲) مثل امّتی مثل المطر لا یدری اوّلہٗ خیر ام اٰخرہ (مشکوٰۃ المصابیح باب ثواب ھٰذہ الامۃ)
گویا آخری زمانہ میں اٰخَرِیْنَ مِنْھُم کا ظہور ہونیوالا تھا۔ یہ فیضانِ محمدی کے جاری ہونے پر دلیل ہے۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ۔

مفتی صاحب نے احمدیوں کی طرف سے فیضانِ محمدی کے جاری ہونے پر دلالت کرنے والی آیات میں سے تیسری آیت سورۃ الحج کی آیت اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ کو درج کیا ہے اور ترجمہ یوں کیا ہے کہ

"اللہ چُن لیتا ہے فرشتوں سے
پیغام پہنچانے والوں کو اور لوگوں سے"

پھر لکھا ہے کہ:۔

"مرزائی کہتے ہیں کہ اس میں یَصْطَفِیْ
فعل مضارع ہے جو حال و استقبال
دونوں پر دلالت کرتا ہے۔ پس
ثابت ہوا کہ آئندہ بھی فعل اصطفاء
جاری رہے گا یعنی اللہ چُنتا رہے گا۔"
(صـ۲۷)

یہ استدلال ظاہر و باہر ہے۔ اس جگہ مضارع استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ فرشتوں میں سے رسولوں کے چُنے جانے کا فعل مفتی صاحب بھی جاری مانتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مِنَ النَّاسِ کے چنے جانے کا استمرار جاری قرار نہ دیا جائے؟ یہ تو بڑی ہی زبردستی ہے۔

مفتی صاحب کے دو جواب

(۱) مفتی صاحب نے پہلا جواب تو یہ دیا ہے کہ یَصْطَفِیْ کے معنے مستقبل کے اسلئے نہیں کیونکہ ختم نبوت کے بارے میں نازل شدہ آیات اس میں مانع ہیں۔

جواب الجواب عرض ہے کہ ختم نبوّت کا مفہوم متعین کرنے کے لئے تو بحث جاری ہے اس کا ایک مفہوم غیر احمدی علماء بیان کرتے ہیں اور دوسرا مفہوم جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ اب اگر مفتی صاحب اپنے دعویٰ کو ہی دلیل قرار دیکر پیش کر دیں تو یہ تو مصادرہ علی المطلوب ہے جو فنِ مناظرہ میں ممنوع ہے اسلئے مفتی صاحب کا یہ جواب غلط ہے۔ لفظ یَصْطَفِیْ کے معنے مضارع کے ہی ہوں گے یہ حال و استقبال پر یعنی استمرار پر دلالت کرتا ہے اور اس سے انسانوں میں سے اور فرشتوں میں سے رسولوں

کے چُھنے کے فعل کا جاری رہنا واضح طور پر ثابت
ہے۔ بطور مثال شعر پیش ہے ؎

اَوَ کلما وردت عکاظ قبیلة
بعثوا الیّ عریفهم یتوسم

(۲) مفتی صاحب نے دوسرا "الزامی جواب"
یوں دیا ہے کہ اگر اس آیت سے نبوت و رسالت
کے جاری و ساری ہونے کا ثبوت ملے گا تو پھر
تشریعی نبوت بھی جاری ماننی چاہیئے۔

جواب الجواب میں عرض ہے کہ
نئی شریعت اور کتاب کے نہ آنے پر اتفاق ہے
اور اس کے لئے دلائل قطعیہ موجود ہیں۔ اس عقیدہ
اور آیت اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ میں تطبیق واضح ہے
کہ تشریعی نبوت بند ہے البتہ غیر تشریعی نبی اور
رسول آتے رہیں گے۔ آیت وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ
وَالرَّسُوْلَ میں آئندہ کے لئے نبیوں اور
رسولوں کے آنے کے ساتھ اطاعتِ رسول
کی قید سے اُمتی ہونا ثابت ہے۔

تشریعی و غیر تشریعی نبوت کا ثبوت

مفتی صاحب اس جگہ کہتے ہیں "جو نبوت
خدا کی طرف سے دی جاتی تھی وہ تو تشریعی ہی تھی"۔
سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے پہلے جتنے نبی آئے سب نئی شریعتیں
لاتے رہے ہیں؟ نبی تو ایک لاکھ چوبیس ہزار
بیان کئے جاتے ہیں اور شریعتیں صرف دو تین
ذکر کی جاتی ہیں۔ اب یہ بات کس طرح درست ہو سکتی
ہے کہ ہر نبی صاحبِ شرع جدید ہوتا تھا؟

مفتی صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ
علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ آخری زمانوں میں آئیں گے
تو کیا مفتی صاحب کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبی کا آنا بھی جائز ہے؟
پھر غور فرمائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَا
التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ يَحْكُمُ
بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا (المائدہ ع۶)
کہ ہم نے توراۃ کو نازل کیا تھا اس میں ہدایت اور
نور تھا۔ اس تورات کے مطابق وہ نبی فیصلے کرتے
تھے جو اس کے تابع اور فرمانبردار تھے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ
تورات جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔
بہت سے اسرائیلی انبیاء اسی کے مطابق فیصلے
کرتے تھے۔ ان پر کوئی شریعت نازل ہوتی تھی۔
پس نبیوں کا تشریعی اور غیر تشریعی ہونا قرآن مجید
کی نص سے ثابت ہے۔

اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ

مفتی صاحب نے اس آیت کو درج کر کے
اپنے پہلے جواب کی طرف اشارہ کر دیا ہے جس کا
ہم نے جواب الجواب دیدیا ہے۔

یوں اس آیت سے ہمارا استدلال
صرف اتنا ہوا کرتا ہے کہ انسانوں کو یہ اختیار

نہیں کہ کہیں کہ فلاں کیوں نبی مقرر ہوا ہے فلاں کیوں نہیں ہوا؟ فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کس جگہ اپنی رسالت رکھے یعنی کس کو رسول بنائے۔ انسانوں کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ .....

سورۂ اعراف کی اس آیت کا ترجمہ مفتی صاحب نے یوں کیا ہے :-

"اے بنی آدم! اگر تمہارے
پاس تمہیں میں سے رسول آئیں
جو تم پر میری آیتوں کی تلاوت
کریں تو جو پرہیزگاری اختیار
کرے گا اور اصلاح کرے گا
تو اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا
اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

تشریح میں لکھتے ہیں کہ :-

"اگر تمام انسانیت جو آدم
سے لے کر قیامت تک
ہے مخاطب ہو تو اس کے لئے
یا بنی آدم کا خطاب ہے۔"

اس صحیح ترجمہ اور بیان کے بعد مصادرہ علی المطلوب کے طور پر مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر ختم نبوت والی آیات نہ ہوتیں تو اس کا دائرہ کار آگے تک بڑھ جاتا۔" گویا یہ اعتراف ہے کہ آیت یا بنی آدم سے تو قیامت تک کے لئے نبیوں کے آنے کا امکان ثابت ہے۔ مگر ختم نبوت والی آیت نے اس دائرہ کو بند کر دیا ہے حالانکہ ہمارے زیرِ غور خاتم النبیین کے معنے از روئے آیاتِ قرآنیہ ہیں مگر مفتی صاحب ہیں کہ دوسری آیات کے معنے خاتم النبیین کے لفظ سے محدود کر رہے ہیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"فعل مضارع بے شک
استقبال کے لئے آتا ہے مگر
آج تک کسی نے یہ نہیں کہا
کہ یہ استقبال مؤبد کے لئے
آتا ہے۔"

سوال تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں مضارع استقبال کے لئے استعمال فرمایا ہے آپ کون ہیں جو اپنی رائے اور تفسیر کے ماتحت اس استقبال کو محدود کریں۔ اللہ کے استقبال کی حد بندی خود وہی فرما سکتا ہے۔

مزید غور فرمائیے آیت اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ سورہ اعراف میں وارد ہے اس سے چند آیات پہلے ارشاد خداوندی ہے (۱) یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ (ع۲) پھر فرمایا (۲) یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا (ع۳)۔ (۳) یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ

لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ (ع) گویا اس جگہ چار مرتبہ یا بنی آدم کا خطاب ہے۔ مفتی صاحب ہر جگہ بنی آدم سے ساری نسل انسانی مراد لیتے ہیں۔ لیکن یَا بَنِیْ آدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ میں اس سے ساری انسانی نسل مراد لینے کے لئے تیار نہیں۔ یہ عجیب ضد اور ہٹ کی بات ہے۔ کلام الٰہی کی تفسیر قرآن کے مطابق کرنی چاہیئے نہ کہ اپنی رائے اور ضد کے مطابق۔

حَتّٰی اِذَا ھَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْ بَعْدِہٖ رَسُوْلًا

اپنی طرف سے پیش کردہ آیات میں مفتی صاحب نے سورۃ المومن کی اس آیت کو آخری نمبر پر پیش کیا ہے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی جانیوالی دوسری آیات کو ترک کر دیا ہے۔

اس آیت کو سورۃ الجن کی آیت وَ اِنَّھُمْ ظَنُّوْا کَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ اَحَدًا کے ساتھ ملا کر یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ پہلی قوموں نے بھی یہ نظریہ اختیار کیا تھا کہ آئندہ کوئی نبی نہ آئے گا۔ یہود نے حضرت یوسفؑ کے بعد کہہ دیا کہ اب کوئی رسول مبعوث نہ ہوگا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بھی جنوں اور انسانوں نے خیال کر رکھا تھا کہ آئندہ کوئی رسول نہیں آئے گا مگر ان کے نظریات اور خیالات باطل ثابت ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء آتے ہی رہے۔

مفتی صاحب اس استدلال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ تو نبیوں کو یونہی آخری کہتے تھے ہم تو بادلیل آخری کہتے ہیں۔ سوال تو یہی ہے کہ پہلی قومیں بھی اپنا استدلال کرتی تھیں آپ بھی ایک استدلال کرتے ہیں جو زیر بحث ہے اسلئے آپ کا موقف بھی پہلوں کی طرح خطرہ سے خالی نہیں۔ یہ مزلۃ الاقدام ہے۔

آج جو خدا کا فرستادہ آپ کو دعوت الی الحق دے رہا ہے وہ تشریعی نبوت اور دین جدید کا مدعی نہیں، اُمتی نبی کے آنے کی خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ خود اُمّت ایک نبی مسیح موعود کی منتظر ہے۔ اب جو موعود ظاہر ہوا تو آپ علماء نے پُرانی اُمتوں کے مسلک پر اس کی تکذیب کر دی اور کہہ دیا کہ ہماری اصلاح کے لئے کوئی آنے والا نہ تھا۔ مقام عبرت ہے۔

ہم نے مفتی شجاعت علی صاحب کے مقالہ میں مندرج بیانات پر تبصرہ کر دیا ہے۔ رسالہ ترجمان اہلسنت کے بعض دوسرے حصوں پر انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں تبصرہ ہوگا وباللہ التوفیق +

معذرت

اس دفعہ بعض مجبوریوں کے باعث رسالہ اکتوبر کے آخر میں شائع ہو رہا ہے تاریخ اشاعت ہر ماہ کی پندرہ تاریخ مقرر ہے

(مینیجر)

مخالفین کی ناکامی اور احمدیت کی ترقی پر ایک شہادت

ہفت روزہ المنبر کے ایڈیٹر کا بیان!

[مدیر المنبر لائلپور مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف ہیں انہوں نے آج سے سولہ سال پیشتر ایک بیان اپنے اخبار المنبر میں شائع کیا تھا۔ بعد ازاں دو ملاقاتوں میں مختلف اوقات میں انہوں نے اسے پھر دُہرایا بلکہ چند ہفتے پیشتر جو ہماری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے یہ بھی اعتراف کیا تھا کہ اس وقت مسلمانوں پر عذاب الٰہی طاری ہے اور حالت دن بدن انحطاط کی طرف جا رہی ہے۔ اس سوال کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اس بُری حالت سے نکالنے کے لئے کیا انتظام فرمایا ہے؟ ہم جناب اشرف صاحب کے بیان کو عبرت کیلئے پھر درج کرتے ہیں — ابو العطاء]

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبد الجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغیرہم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبار اور رسائل چند دن انہیں اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن ہم اسکے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ کے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا سال ۵۷-۱۹۵۶ء کا بجٹ پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ کا ہو۔"

{ ہفت روزہ المنبر لائلپور
۲۳ فروری ۱۹۵۶ء }

ایک غیر مبائع دوست کے خط کا جواب

خط :-

محترمی ابوالعطاء صاحب جالندھری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

کتاب "تذکرہ" (۱۹۵۶ء ایڈیشن) کے صفحہ نمبر ۵۹۵ پر آپ کی جماعت نے حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی جلی حروف میں درج کی ہے جو "خدا نے مجھے خبر دی ہے" کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔ اور "تم اس موعود کو پہچان لینا" کے الفاظ پر ختم ہوتی ہے۔ اس پیشگوئی میں ایک ہولناک جنگ کا ذکر ہے جو آپؑ فرماتے ہیں موعود لڑکے کی زندگی میں ہوگی اور اس کا مرکز ملک شام ہوگا۔ جماعت کی ترقی اور کئی بادشاہوں یا سلاطین کی اس میں شمولیت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ جو حضرت صاحبؑ کی مختلف تحریرات کے مطابق سات آٹھ سے کم نہیں ہونے تھے۔

آپ کی جماعت یہ موقف رکھتی ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب موعود فرزند تھے اور ان کے دعویٰ مصلح موعود کو آپ سچ مانتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکیں گے کہ وہ کونسی اور کس سال جنگ ہوئی ہے جس کا مرکز ملک شام تھا اور اس جنگ کے دوران تمام ممالک کے لوگ یا عوام بھی آپس میں لڑے تھے اور پھر جنگ کے خاتمہ پر کتنی تعداد میں وہ بادشاہ تھے جو آپ کی جماعت میں داخل ہو گئے تھے؟ امید ہے جلد جواب سے ممنون فرماویں گے۔ اگر رسالہ "الفرقان" میں سوال اور جواب دونوں کو شائع کر دیں تو مشکور رہوں گا۔ اس طرح کئی دوسرے لوگوں کو پیشگوئی مذکور کے متعلق آپ کے خیالات سے علم ہو سکے گا۔ والسلام

محمد انور ملہی

جواب منجانب محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل

یہ سوال تذکرہ ایڈیشن دوم ص۷۹۵ نمبر ۱۴۲ کی ذیل کی روایت میں درج شدہ پیشگوئی کے متعلق اٹھایا گیا ہے۔ یہ روایت صاحبزادہ پیر سراج الحق کی روایت کی بنا پر تذکرہ میں ان الفاظ میں درج ہے کہ:-

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے
سلسلہ میں بھی سخت تفرقہ پڑے گا اور
فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے
جدا ہو جائیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ اس
تفرقہ کو مٹا دے گا۔ باقی جو کٹنے کے
لائق ہیں اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے
اور فتنہ پرداز ہیں وہ کٹ جائیں گے
اور دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا وہ

اوّل الحشر ہوگا۔ اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی اور ایک عالمگیر تباہی آوے گی۔ اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب اُس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم صہ۳)

ہمارا نقطۂ نگاہ

پیشگوئیوں کے بارہ میں اس اصل کو مدّنظر رکھنا چاہیئے کہ ان کی تعبیر واقعات کے رُو سے پُورے طور پر کھلتی ہے پیشگوئی کے ظہور سے پہلے اس کے بارے میں جو اجتہاد کیا جائے اس میں غلطی بھی ہو سکتی ہے البتہ الہام کے الفاظ جس امر کی تعیین کر دیں اسے بہرحال سچا ہونا چاہیئے پھر یہ پیشگوئی جو اس روایت میں بیان ہوئی ہے ایک ظنّی حیثیت رکھتی ہے۔ یقین کے مرتبہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور تحریرات ہی ہیں یعنی ان کے متعلق یہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ فلاں الہام خدا کا کلام ہے اور فلاں بات مسیح موعود علیہ السلام نے جو بیان فرمائی ہے وہ یقیناً آپ ہی کی طرف سے ہے اگر وہ کسی پیشگوئی کے بارہ میں اجتہاد ہو تو اس کی حیثیت ایک اجتہاد کی ہوگی لیکن تحریر میں موجود ہونے کی وجہ سے اس بارہ میں ہمیں یہ یقین اور بصیرت حاصل ہوگی کہ یہ اجتہاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔ روایت کے بارے میں جو کسی الہام یا پیشگوئی کے متعلق ہو یقین کا یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ ہمارا علم جہاں تک ہماری رہنمائی کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ملک شام کی لڑائی کے ہونے کے وقت مصلح موعود کے ظہور کا کسی الہام میں ذکر موجود نہیں۔ اس روایت میں اوّل الحشر کا مرکز ملک شام بیان ہوا ہے حالانکہ اس سے پہلے دو عالمگیر لڑائیاں ہو چکی ہیں۔ جن میں زار روس کی بربادی والی جنگ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زلزلۂ قیامت قرار دیا ہے۔ ان دونوں لڑائیوں کے وقت آپؑ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود رضی اللہ عنہ موجود تھے جو ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا مصداق ہیں جو آپؑ نے اپنے ایک فرزند کے مصلح موعود ہونے کے بارہ میں فرمائی۔ اور اس پسر موعود کے متعلق الہامی تعیین یہ تھی کہ وہ ۱۸۸۶ء سے ۹ سال کے اندر پیدا ہوگا۔ نیز اس کے متعلق الہام الٰہی نے بتا دیا تھا کہ وہ دوسرا بشیر ہوگا یعنی آپ کے ہاں بشارت کے ماتحت ہونے والے لڑکوں میں سے وہ دوسرا ہوگا۔ یہ دو باتیں واقعات کے رُو سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے

وجود میں پائی گئیں چنانچہ آپ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو میعاد پیشگوئی کے اندر پیدا ہوئے اور آپ ہی دوسرے بشیر ہیں جن کے پیدا ہونے کی بشیر اوّل کی زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی گئی جسے آپ نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں شائع فرمایا۔ اس پیشگوئی میں اس دوسرے بشیر کا نام محمود بتایا گیا۔ ملاحظہ ہو اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء و سبز اشتہار۔ چونکہ وقت کی تعیین میں اثر انداز یہ ہر دو علامتیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے وجود میں جمع تھیں اسلئے خدا کے نزدیک وہی مصلح موعود ہیں چنانچہ خدا نے آپ کو لمبی عمر دی۔ آپ خلیفۃ المسیح ثانی ہو کر سبز اشتہار کی پیشگوئی متعلقہ مصلح موعود کے نام فضل عمر کے بھی مصداق ہوئے۔

اب تیسرے حشر میں ملک شام لڑائی کا مرکز بننے والا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پہلی جنگ عظیم میں اور دوسری عالمگیر جنگ میں ملک شام لڑائی کا مرکز نہیں بنا۔ اب تیسرے حشر میں ملک شام کے لڑائی کا مرکز بننے کے وقت یہی ممکن ہے کہ آپ کی پیشگوئی بشرنی ربّی بخامسٍ فی حینٍ من الاحیان کی پیشگوئی کا مصداق آپ کا کوئی نافلہ فرزند موعود ہو۔ سو اس پیشگوئی کا ظہور آئندہ جب ہوگا واقعات خود گواہی دیں گے اسوقت موجود ہونے والا یہ فرزند موعود کون ہے؟ مصلح موعود ہمارے نزدیک بہرحال ظاہر ہو چکا ہوا ہے اور وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔

عیسیٰؑ پر موت آچکی ہے

(فرمان نبویؐ)

شرکۃ مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی بمصر نے قرآن کے "اسباب النزول" پر ایک کتاب شائع کی ہے جس کے مصنف امام ابو الحسن علی بن احمد الواحدی النیسا پوری متوفی (۴۶۸ھ) ہیں۔

امام موصوف سورۃ آل عمران کے شان نزول کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ:-

"جب ساٹھ سواروں پر مشتمل اہل نجران کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لاٹ پادری سے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَ اَنَّ عِیْسٰی اَتٰی[1] عَلَیْهِ الْفَنَاءُ" کہ خدا تو زندہ ہے اور عیسیٰؑ پر موت آچکی ہے۔ (اسباب النزول ص۵۳)

پس اس حوالہ سے حضرت مسیح کی وفات کا عقیدہ ظاہر و باہر ہے

(مرسلہ عزیز الرحمان منگلا سیالکوٹ)

---

[1] بصیغة الماضی ۔

پادری صاحبان سے گفتگو

(از مکرم جناب سیّد احمد علی صاحب مربّی سلسلہ احمدیہ)

"بھڑی شاہ رحمان" ضلع گوجرانوالہ میں ہر سال عرس ہوتا ہے جہاں ضلع گوجرانوالہ کے خدام الاحمدیہ کی طرف سے منعقدہ "تبلیغی نمائش" میں مجھے بھی ۲۲ مئی ۱۹۷۲ء کو جانا پڑا۔ جونہی میں مسجد احمدیہ میں داخل ہوا تو چند عیسائی باہر نکلتے ہوئے مجھے ملے اور مجھے دعوت دی کہ ۴ بجے شام کو ہمارا جلسہ ہے آپ بھی ضرور آئیں۔

وقت پر میں چند اصحاب کے ساتھ ان کے جلسہ میں پہنچا تو ایک عیسائی بابو صادق مسیح صاحب تقریر کر رہے تھے۔ ان کی تقریر، دعا اور جلسہ کے خاتمہ کا اعلان ہو جانے کے بعد میں نے صدرِ جلسہ مسٹر اے۔ آر۔ ناصر صاحب (پادری حافظ آباد) سے کہا کہ:-

اگر حالات اجازت دیتے ہوں اور آپ کے خیال میں یہ موقع بھی مناسب ہو۔ آپ مجھے اجازت دیں تا میں کوئی سوال کروں؟

پادری صاحب نے نہ صرف اجازت دی بلکہ مجھے سٹیج پر ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے دعوت دی۔ اور عیسائیوں میں یہ اعلان کیا کہ سب بیٹھ جائیں اور گفتگو سن کر جائیں۔

میں نے پادری صاحب کی طرف سے اجازت ملنے پر کھڑے ہو کر کہا کہ:-

جناب بابو صادق مسیح صاحب نے اپنی تمام تقریر میں سارا زور اس بات پر صرف کیا ہے کہ یسوع مسیح کے سوا کوئی بھی پاک اور گناہوں سے معصوم نہیں اسلئے مسیح کے بغیر ایمان اور گناہوں سے نجات ممکن نہیں۔ گویا یسوع مسیح کے سوا تمام اولیاء و انبیاء اور رسول گنہگار تھے (معاذ اللہ) برخلاف ان کے ہم مسلمان جملہ انبیاء و رسل کو معصوم اور گناہوں سے پاک یقین کرتے ہیں اور از روئے قرآن کریم ہم حضرت مسیح ناصریؑ کی عزت کرتے اور ان کو بھی دیگر نبیوں کی طرح معصوم و بے گناہ مانتے ہیں مگر مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بابو صاحب کی تقریر کے مطابق اگر تمام نبی گنہگار ہیں تو بائیبل کی رو سے جناب یسوع مسیح بھی غیر معصوم ثابت ہوتے ہیں کیونکہ:-

اوّل:- ایوب نبی کی کتاب $\frac{25}{4}$ میں لکھا ہے کہ:-

"وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے
کیونکر پاک ہو سکتا ہے؟"

اگر بائیبل الہامی ہے اور ایوب نبی کا یہ بیان درست ہے تو مسیح ناصری بھی حضرت مریم

کے بطن سے پیدا ہونے کی وجہ سے گنہگار اور ناپاک ٹھہرے۔ اور اگر مسیح عورت سے پیدا ہونے کے باوجود پاک ہیں تو ایوب نبی کی کتاب الہامی اور کلام اللہ نہیں اور بائیبل غیر الہامی اور بے اعتبار ٹھہرتی ہے۔

دوم:۔ جناب موسیٰ کی کتاب "پیدائش" میں آدمؑ و حوا کو از روئے بائیبل یہ سزا دی گئی تھی کہ:۔

"آدمؑ اپنے منہ کے پسینہ کی روٹی کھائے گا" (پیدائش ۳/۱۷-۱۹)

اور ہر عورت "درد کے ساتھ بچے جنے گی" (پیدائش ۳/۱۶)

اگر مسیح اور کفارہ پر ایمان لانے والے عیسائی گناہ سے نجات پا گئے تو کیا وہ سزا بھی ان سے دور ہو گئی ہے؟ اور اگر یہ سزا اب تک قائم ہے تو معلوم ہوا کہ یسوع مسیح بھی گناہوں سے پاک نہ تھے اسی لئے ان پر ایمان لانے والے کسی عیسائی کو بھی گناہ سے نجات اور ایمان حاصل نہیں ہو سکا ورنہ کوئی ایک عیسائی ایسا پیش کریں جو اناجیل (متی ۱۷/۲۰، مرقس ۱۶/۱۷-۱۸، یوحنا ۱۴/۱۲ وغیرہ) میں بیان کردہ ایمان کی علامات اپنے اندر ثابت کر دکھائے۔

سوم:۔ اناجیل اعلان کرتی ہیں کہ یسوع مسیح بھی اپنے نیک ہونے سے انکاری تھے۔ لکھا ہے کہ ایک شخص نے یسوع مسیح سے کہا:۔

"اے نیک استاد" تو مسیح نے اُسے کہا "تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا" (متی ۱۹/۱۷، مرقس ۱۰/۱۸، لوقا ۱۸/۱۹)

اِن الفاظ میں مسیح نے نہ صرف اپنے "نیک" ہونے سے انکار کیا بلکہ اپنی الوہیت کی بھی تردید فرمائی ہے۔ ورنہ اگر مسیح "خدا" تھا تو سائل کا "خدا" کو نیک کہنا غلط نہ تھا۔ چونکہ مسیح انسان تھا اسلئے اس نے اپنے "نیک" ہونے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

چہارم:۔ انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ یہودی ایک عورت کو پکڑ کر لائے اور آ کر مسیح سے کہنے لگے کہ "اے استاد! یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے تورات میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں۔ پس تو اس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے؟" یسوع مسیح نے انکو کہا کہ:۔

"جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اس کے پتھر مارے"

وہ یہ سن کر ایک ایک کر کے سارے نکل گئے تو یسوع نے کہا:۔

"اے عورت! یہ لوگ کہاں گئے؟ کیا کسی نے تجھ پر حکم نہیں لگایا؟ اس نے کہا اے خداوند! کسی نے نہیں۔ یسوع نے کہا۔ میں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا" (یوحنا ۸/۲-۱۱)

جناب مسیح کے الفاظ "مَیں بھی" صاف بتاتے ہیں کہ جس طرح ان یہودیوں نے اپنے گنہگار ہونے کی وجہ سے "حکم" نہیں لگایا اسی طرح مسیح بھی گنہگار تھا جس نے کہا کہ "مَیں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا"۔ پس یوحنا کے بیان کی روشنی میں مسیح کو بھی گنہگار ماننا پڑے گا۔

مَیں ابھی کچھ اَور بھی کہنا چاہتا تھا لیکن میرے ان سوالات پر حاضرین میں سے ایک عیسائی بیتاب ہو کر اُٹھا اور اسٹیج والوں کی طرف غصہ کے ساتھ مخاطب ہو کر کہنے لگا:۔

"آپ لوگ بیٹھے سُن رہے ہیں اور جواب نہیں دیتے ؟"

مَیں نے بھی باقی باتوں کو نظر انداز کر کے کہا کہ انہوں نے مجھے سوالات کا موقع خود دیا تھا اب مَیں ان کو جواب کے لئے موقع دیتا ہوں۔

اس کے بعد پادری اے۔ آر۔ ناصر صاحب اُٹھے تو سہی مگر بجائے اس کے کہ وہ میرے کسی ایک سوال کا ہی جواب دیتے مجھ سے پوچھنے لگے:۔

پادری صاحب:۔ یہ بتائیے کہ کیا آپ "انجیل" کو مانتے ہیں یا کہ نہیں ؟

احمدی:۔ ہم اس "انجیل" کو مانتے ہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے "وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ" (المائدہ ع) اور جو حضرت مسیح ناصریؑ کو بذریعہ وحی و الہام عطا ہوئی تھی۔ کیا وہ "الہامی انجیل" عیسائیوں کے پاس موجود ہے ؟

پادری صاحب:۔ (بائیبل ہاتھ میں لئے ہوئے) یہ ہے انجیل۔

احمدی:۔ جناب پادری صاحب! ان انجیلوں پر تو صاف یہ لکھا ہوا ہے کہ:۔ (۱) "متی کی انجیل" (۲) "مرقس کی انجیل" (۳) "لوقا کی انجیل" (۴) "یوحنا کی انجیل"۔ آپ مجھے بتائیے کہ ان میں سے حضرت مسیح ناصریؑ کی انجیل کونسی ہے ؟ بلکہ آپ کی موجودہ اناجیل تو الہام کے ساتھ لکھی بھی نہیں گئیں۔ ورنہ لوقا یہ نہ کہتا کہ مَیں نے بھی سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک "دریافت کر کے" لکھا ہے۔ (لوقا ۱/۳)

انجیل لوقا کے "مَیں نے بھی" کے الفاظ بتاتے ہیں کہ جس طرح دوسرے انجیل نویسوں نے "دریافت کر کے" باتیں لکھی ہیں ٹھیک اسی طرح لوقا نے بھی دوسروں سے "دریافت کر کر کے" لکھی ہیں۔ اگر "الہام" سے لکھی تھیں تو "دریافت کر کے" لکھنے کے کیا معنی ؟

پادری صاحب:۔ آپ کہتے ہیں ہم مسیح کی عزت کرتے ہیں اور مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یسوع مسیح نے ایک کنجنی کو بغل میں لیا تھا ؟

احمدی:۔ پادری صاحب! آپ کے اس اعتراض کا میرے سوالوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آپ نے مجھے سوالات کی اجازت دی مگر اب اُلٹا مجھ سے سوال کرتے ہیں۔

آپ میرے پیش کردہ سوالات کا جواب دیں اور پھر اصل کتاب سے پوری عبارت پڑھ کر سوال کریں اور مجھ سے جواب لیں۔

پادری صاحب: نہیں، نہیں۔ آپ پہلے میرے سوال کا جواب دیں اور اگر انجیل سے ایسی عبارت دکھادیں تو میں پچاس روپیہ انعام دونگا۔ (دراصل پادری صاحب نے لاجواب ہوکر دوسرے لوگوں کو ہمارے خلاف اُکسانا چاہا تھا مگر میرے سوالات سے ان کے لاجواب ہونے سے لوگوں پر اچھا اثر تھا)

احمدی: پادری صاحب! حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے جو کچھ لکھا ہے وہ الزامی طور پر از روئے اناجیل لکھا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

"ھٰذا ما کتبنا من الاناجیل علیٰ سبیل الالزام و انا نکرم المسیح و نعلم انہ کان تقیًا و من الانبیاء الکرام۔"
(البلاغ یعنی فریاد درد ص۹۶)

یعنی ہم نے یہ تمام باتیں الزامی طور پر از روئے اناجیل لکھی ہیں ورنہ ہم مسیح ناصریؑ کی عزت کرتے اور اور ان کو متقی و پرہیزگار اور انبیاء کرام میں سے یقین کرتے ہیں۔"

اس سے قرآن کریم کی افضلیت اور برتری ظاہر ہے کہ موجودہ اناجیل حضرت مسیح کی تصویر بھدے رنگ میں پیش کرتی ہیں یہاں تک کہ ان کو گنہگار ظاہر کرتی ہیں اور قرآن کریم ان کی معصومیت و پاکیزگی ظاہر کرکے ان کی صحیح اور خوبصورت تصویر پیش کرتا ہے مگر عیسائیوں نے اس کا صلہ یہ دیا کہ اس محسن اور پاکوں کے سردار نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گنہگار کہنا شروع کردیا۔ (العیاذ باللہ)

پادری صاحب: آپ مرزا صاحب کا پیش کردہ مضمون انجیل سے نکال کر دکھائیں۔

احمدی: جب میں نے دیکھا کہ پادری صاحب میرے سوالات کا جواب ہرگز نہ دینگے تو میں نے پادری صاحب کی میز پر سے ان کی بائیبل اُٹھائی اور انجیل لوقا باب ۷ آیت ۳۶-۳۷-۳۸ کی یہ عبارت پڑھ کر سنائی:۔

"پھر کسی فریسی نے اس سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کھانا کھا۔ پس وہ اُس فریسی کے گھر جاکر کھانا کھانے بیٹھا۔ تو دیکھو **ایک بدچلن عورت** جو اُس شہر کی تھی یہ جان کر کہ وہ

اس فریسی کے گھر میں کھانا کھاتے
بیٹھا ہے سنگ مرمر کے عطردان
میں عطر لائی اور اس کے پاؤں
کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑی
ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں
سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے
بالوں سے ان کو پونچھا اور
اس کے پاؤں بہت چومے
اور ان پر عطر ڈالا۔"
(لوقا $\frac{۷}{۳۶-۳۸}$)

لوقا کی انجیل سے میرا یہ عبارت پڑھنا اور اس کی تشریح کرنا تھا کہ پادری صاحبان اور تمام عیسائی حضرات سٹ پٹا گئے۔ یہاں تک کہ ایک عیسائی نے آگے بڑھ کر ہاتھ جوڑ کر مجھ سے منت کرتے ہوئے کہا کہ:-

"آپ جیتے اور ہم ہارے۔ آپ
اب یہ سلسلہ کلام ختم کریں۔"

جس پر ہم سب اُٹھ کر پادری صاحبان سے مل کر واپس آگئے۔

رَمَضَانُ شَهْرُ عِبَادَةِ اللهِ

(للاستاذ محمد اسحٰق الصوفی المبشر الاسلامی)

أَتَى شَهْرُ الصِّيَامِ بِبَرَكَةِ اللهِ
فَأَهْلًا بِالصِّيَامِ وَرَحْمَةِ اللهِ
إِذَا مَا كُنْتَ تَبْغِيْ أَنْ تَكُوْنَ
وَجِيْهًا كَامِلًا فِيْ حَضْرَةِ اللهِ
فَلَا تَنْسَ الصِّيَامَ فَإِنَّ هٰذَا
يَقِيْكَ عَنِ الذُّنُوْبِ كَجُنَّةِ اللهِ
عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ فَإِنَّ صَوْمًا
يُصَبِّغُكَ الْجِسْمَ بِصِبْغَةِ اللهِ
فَهٰذَا الشَّهْرُ لَيْسَ لَهُ نَظِيْرٌ
لِإِدْنَاءِ الْإِلٰهِ وَقُرْبَةِ اللهِ
وَأَلْزِمْ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ فِيْهِ
فَفِيْهِ لَكَ الشِّفَاءُ وَرَحْمَةُ اللهِ
فَصُمْ وَاعْبُدْ بِإِخْلَاصٍ وَشَوْقٍ
فَرَمَضَانُ زَمَانُ عِبَادَةِ اللهِ
وَقَصْدُ الصَّوْمِ تَطْهِيْرُ النُّفُوْسِ
وَتَقْوِيَةُ الْقُلُوْبِ بِخَشْيَةِ اللهِ
فَهٰذَا قَدْ أَتَاكَ أَوَانُ قُرْبٍ
فَأَهْلِكْ نَفْسَكَ فِيْ طَاعَةِ اللهِ
وَأَيْقِظْ طِيْلَ هٰذَا الشَّهْرِ أَهْلَكَ
وَحَرِّضْ نَفْسَهُمْ لِعِبَادَةِ اللهِ
وَبَذْلُ الْمَالِ فِيْ رَمَضَانَ خَيْرٌ
وَيُدْخِلُ لَا زِمًا فِيْ قُرْبَةِ اللهِ ؏
تَنَحَّ عَنِ الذُّنُوْبِ فَإِنَّ هٰذَا
يُوَرِّثُكَ يَقِيْنًا جَنَّةَ اللهِ
فَلَا تَنْسَ مِنَ الشَّهْرِ نَصِيْبَكَ
وَخُذْ مَا طَابَ لَكَ بِمَشِيْئَةِ اللهِ
فَلَا رَمَضَانَ إِلَّا بَعْدَ عَامٍ
وَكَيْفَ تَعِيْشُ إِلَّا بِقُدْرَةِ اللهِ

مکہ مکرمہ کی عید الاضحیٰ کے دن عید منانے کا ارشاد

مدیر الاعتصام کی بے دلیل مخالفت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے گزشتہ سال یہ ارشاد فرمایا تھا کہ آئندہ سال سے دنیا بھر کی احمدیہ جماعتیں اسی روز عید الاضحیٰ منائیں اور قربانیاں ذبح کریں جس دن مکہ معظمہ میں عید الاضحیٰ ہوتی ہے کیونکہ یہ عید حج بیت اللہ سے وابستہ ہے اور حج کا مقام صرف کعبۃ اللہ ہے اسلئے عالم اسلام کو چاہیئے کہ جہاں تک جغرافیائی حالات اجازت دیں وہ عید الاضحیٰ منانے اور قربانیاں کرنے میں مکہ معظمہ سے مطابقت اختیار کرے۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا تھا کہ دنیا بھر کے احمدی افراد ملتِ مسلمہ کی عالمی وحدت کے لئے آئندہ سے اس طریق کو اختیار کریں۔ فرمایا :-

"آئندہ سے ساری دنیا کی احمدی جماعتیں مکہ مکرمہ کی عید الاضحیٰ کے دن یہ عید منایا کریں گی"۔ (الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۷۲ء)

ظاہر ہے کہ اس مفید اور اعلیٰ تجویز کی مخالفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے فوائد کے پیش نظر تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے اپنائیں لیکن مخالفت برائے مخالفت کے عادی ہفت روزہ الاعتصام نے اس بہترین تجویز کے خلاف بھی ایک مضمون زیر عنوان "مرزائی مسلمانوں سے عید بھی الگ منایا کریں گے" شائع کیا ہے جس میں تحریر ہے:

"اسلام میں رؤیت ہلال کا مسئلہ بالکل واضح ہے جو احادیث میں صراحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ہر علاقے کے لوگ چاند دیکھ کر ہی اپنی عبادات حج و روزہ اور عید کا اہتمام کریں"۔ (الاعتصام ۱۱ اگست ۱۹۷۲ء)

ہم نے یہ مضمون پڑھ کر فاضل مدیر الاعتصام کے نام خط لکھ کر دریافت کیا کہ :-

"براہِ کرم محض تحقیق کی غرض سے ان احادیث کی نشاندہی فرمائیں جن میں حج اور عید کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ ہر علاقے کے لوگ چاند دیکھ کر ہی ... اہتمام کریں"۔

یہ خط پندرہ اگست کو بھجوایا گیا تھا مگر آج تک فاضل مدیر صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم اس مضمون کے لکھنے سے پہلے اس خط کے اس حصہ کو پھر شائع کر رہے ہیں کہ اگر کوئی اور عالم دوست اس بارے میں آگاہ فرما سکیں تو ان کی تحقیق سے بھی استفادہ کر لیا جائے۔

واضح رہے کہ اس جگہ سوال صرف حج اور عید الاضحیٰ کے بارے میں ہے +

لہ الفرقان۔ کیا مکہ میں عید منانے والے مسلمان نہیں؟

تین دعائیہ نظمیں

مورخہ ۴ر اکتوبر ۷۲ء بعد نماز عصر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے میری بیٹی عزیزہ امۃ السمیع راشدہ سلمہا اللہ کی تقریب رخصتانہ میں شمولیت فرمائی۔ عزیزہ کے نکاح کا اعلان کچھ عرصہ پیشتر حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے عزیزم ملک منصور احمد صاحب عمر واقف زندگی سے فرمایا تھا

تقریب رخصتانہ میں تلاوت قرآن پاک اور نظموں کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے جملہ حاضرین سمیت دعا فرمائی اور [illegible] عزیزہ کو رخصت فرمایا۔ اس موقعہ پر جو تین منظوم [illegible] احباب نے اپنی اپنی موثر نظمیں بھی پیش فرمائیں۔ میری دعا ہے [illegible] احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین تینوں نظمیں شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔ ابو العطاء

(۱)

دعائیہ نظم بزبان والدین

(اس نظم میں پہلا اور آخری بند درثمین اردو میں سے لیا گیا ہے)

نتیجہ فکر جناب چودھری شبیر احمد صاحب واقف زندگی

(۱) "اے قادر و توانا آفات سے بچانا
ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا
غیروں سے دل غنی ہے جب سے ہے تجھ کو جانا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ"

(۲) اے دلبر یگانہ اے چشمۂ محبت
تیری رضا کی خاطر ہم کر رہے ہیں رخصت
امۃ السمیع بیٹی اپنے چمن کی زینت
"یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ"

(۳) منصور ابنِ ارشد آئے ہیں بن کے نوشہ
شادابِ زندگی کا آغاز ہو یہ لمحہ
صبحِ بہار لائے یہ پُرخلوص رشتہ
"یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ"

(۴) ضامن ہو رحمتوں کا یارب یہ رخصتانہ
آئے کبھی نہ ان پر کوئی بُرا زمانہ
طوبیٰ کی شاخ پر ہو اب ان کا آشیانہ
"یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ"

(۵) "کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت
کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزّت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ"

(۲) دُعائیہ اشعار

(نتیجۂ فکر جناب چودھری [illegible] صاحب)

خداوندا مجسّم عجز ہے ہر آرزو میری
خداوندا مرے دل کی دعائیں سب بر آئی ہیں
خداوندا تری قدرت نمائی ہے عیاں سب پر
گھٹائیں تیری رحمت کی چہار اطراف چھائی ہیں

جو تیرے در پہ آئے اسکی قسمت جاگ اٹھتی ہے
جو تیرے آستاں پر جھک گیا وہ پا گیا سب کچھ
جو تیری رہ میں کھو جائے پہنچ جاتا ہے منزل پر
سمجھ جائے جو یہ اسکی سمجھ میں آگیا سب کچھ

یہ تقریبِ مسرت سربسر رحمت کا باعث ہو
یہ ہو اک نقطۂ آغاز مبارک شادمانی کا
سکونِ قلب کو تیرے حسیں جلوے میسّر ہوں
ترے سائے میں گزرے لمحہ لمحہ زندگانی کا

میرے مولا عزیزی راشدہ کا تو نگہباں ہو ۔۔۔ نئے گھر کی فضائیں ہر گھڑی انوار برسائیں
رہے مقصود ہر میدان میں منظورِ نظر تیرا ۔۔۔ قدم اٹھتے ہی اسکی منزلیں خود پاس آجائیں
دلوں سے بڑھ کے تو دل کی تمناؤں سے واقف ہے ۔۔۔ تجھے معلوم ہے کیا مانگتا ہے مانگنے والا
مرے الفاظ میں ابہام ہو تو ہو مگر پیارے ۔۔۔ تری رحمت تو ہے الفاظ کے ابہام سے بالا

دعاؤں پر نہ جا اُن سے بہت بڑھ کر عطا کر دے
الٰہی جو رضا تیری ہے وہ میری رضا کر دے

(۳)

بھرے فضلوں سے تیرے گھر ہمارے

(از جناب [illegible] صاحب اختر ایم۔اے)

تیرے احساں ہیں یہ پروردگارا ۔۔۔ کہ تُو نے اِس چمن کو خود سنوارا
کوئی لوٹا نہ خالی جس نے تجھ کو ۔۔۔ تیرے در پر تجھے آ کر پکارا
بھرے فضلوں سے تیرے گھر ہمارے ۔۔۔ تیری رحمت ہوئی ہے آشکارا
حقیقت میں نہیں حاجت کچھ اُسکو ۔۔۔ جسے مل جائے اِک تیرا سہارا
جو تُو ہو ساتھ تو صحرا بھی گلشن ۔۔۔ ملے تُو تو ہر اک طوفاں کنارا
فراخی دے ہمیں اِس بام و در میں ۔۔۔ سکینت کر عطا پروردگارا
دکھا دے ہم کو ہر شاخِ چمن میں ۔۔۔ "ترٰی نَسۡلًا بَعِیۡدًا" کا نظارا

ہر اک پرچم ہر اک پربت سے اونچا
رہے دینِ محمدؐ ۔۔۔ کا منارا

افسوسناک وفات

عزیز بھائی محترم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ انڈونیشیا کے داماد مکرم عبدالمالک خان صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر اپنی ڈیوٹی ادا کرتے ہوئے اچانک حرکتِ قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ مرحوم کی عمر ۳۵ سال تھی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے غمزدہ بیوہ کے علاوہ پانچ بچے بھی چھوڑے ہیں جن میں سے بڑے کی عمر گیارہ سال ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے جملہ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ اس حادثہ پر مکرم عبدالحمید صاحب آصف ایم۔اے نے اشعارِ ذیل میں اظہارِ رنج کیا ہے:-

تعزیت

"عبدمالک" ہم سے رخصت ہو گیا جلدی کہاں — اسکے یاد آنے سے مجھ کو یاد آیا قادیاں

سرزمینِ پاک میں پیدا ہوا اِک پسرِ حسیں — خان پور سے ہم سے رخصت ہو گیا وہ ناگہاں

میرے پیارے بھائی "قدرت" کا وہ داماد بھی تھا — میرا ذرہ ذرہ کرتا آج ہے آہ و فغاں

اس کی قبرِ پاک پر انور دعا کرتا رہا — اور تھے آمین کہتے عرش سے قدوسیاں

"عبدمالک" کی رفیقہ اس کی خاطر سوگوار — اور بچے پوچھتے ہیں "چل دیا ابا کہاں"

اس کا بھائی غمزدہ منان ہے کرتا دعا — کہہ رہا ہے میرے مولا ہوں نحیف و ناتواں

تو مرے بھائی پہ ہو راضی مرے پیارے خدا — تیری جنت مومنوں کے واسطے دارالاماں

تو مرے بھائی کے بچوں کا سدا حافظ رہے — اور بیوہ پر رہے سایہ ترا ربِّ جہاں

ہم تری تقدیر پر راضی ہیں اے میرے خدا — دل بہت غمگین ہے آنکھوں سے ہیں آنسو رواں

تیرے ہاتھوں سے ہمیں ہمت ملے طاقت ملے — تیرے بندے میرے آقا ہیں نحیف و ناتواں

ایک دواخانہ

جسے

خود حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے شاگردوں کے لئے جاری کیا

اِس دواخانہ کی ایک کڑی

حکیم نظام جان اینڈ سنز

کی شکل میں ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے شاگرد والد مکرم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی دُکھی مخلوق کی بہترین خدمت کی ہمیں توفیق بخشے۔

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز۔ گوجرانوالہ و ربوہ

تحریری مُناظرہ مہت پور

اِس مناظرہ میں شیعہ صاحبان کی طرف سے علامہ مرزا محمد یوسف صاحب شیعہ مجتہد اور جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مولانا ابو العطاء صاحب جالندہری فاضل تھے مضمون حسب ذیل تھے:۔

(۱) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

(۲) ختم نبوت کی حقیقت (۳) متعہ (۴) تعزیہ۔

قابلِ دید تحریری مناظرہ ہے۔ قیمت سفید کاغذ دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔

(مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ)

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیں

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

الفردوس

۸۵ - انارکلی ۔ لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، بھمنی، ناخنہ، ضعفِ بصارت، وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے ۔ عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے ۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے ۔

اٹھرا ۔ بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے ۔

قیمت پندرہ روپے !

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ ۔ فون ۵۳۸

الفضل روزنامہ ربوہ

الفضل ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار ہے۔

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے رُوح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(مینجر)

اشاعت فنڈ میں عطیہ جات

گزشتہ شمارہ میں اعلان کیا گیا تھا کہ طالبانِ حق میں سے متعدد اصحاب بوجہ ناداری درخواست کرتے رہتے ہیں کہ انہیں الفرقان بلاقیمت بھجوایا جائے وہ اسکے مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں۔ ہمارے احباب ذیل نے اس اعلان کے بعد عطیہ جات عنایت فرمائے ہیں:-

(۱) مکرم مولوی عبدالحق صاحب ایم اے　　دو خریداروں کی رقم
(۲) مکرم کیپٹن عبدالسلام خان صاحب کراچی　　" "
(۳) مکرم چودھری ناصر احمد صاحب شیر شاہ کالونی کراچی　　دوصد روپے ۲۰۰
(۴) مکرم ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی لاہور　　بتدرڈ لائبریریوں کے لئے ایک سو پانچ روپے ۱۰۵۔

یہ رسالہ جات جاری کئے جا رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

دوسرے احباب بھی الفرقان کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش فرمائیں۔ سالانہ چندہ سات روپے ہے۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

اور

غیراز جماعت دوستوں کو پڑھائیں

چندہ سالانہ صرف دو روپے

(مینجنگ ایڈیٹر)

مُفید اور بابرکت اعلان

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات ہر قسم

کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت

بہتر تشخیص ——— مناسب علاج

کریم میڈیکل ہال

گول امین پور بازار لائل پور

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری ؛ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ

Al-Furqan, Rabwah

OCTOB
1972

REGD. No. L5708

اسلام مولانا ابو بکر ایوب صاحب

لیشیا کے همارے مجاهد بهائی جناب مولانا
کر ایوب فاضل ۱۴ ستمبر کو میدان جہاد
هالینڈ میں وفات پا گئے

انا لله و انا الیه راجعون

کی لعش ربوه لائی گئی۔ حضرت امیرالمومنین
فة المسیح الثالث ایده الله بنصره العزیز نے
ستمبر کو بعد نماز جمعه هزارها نمازیوں
ساتھ ان کی نماز جنازه پڑھائی اور مرحوم
ہ بهشتی کے قطعه مبشرین میں دفن هوئے
تعالی ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے
وعیال کا حافظوناصر هو ۔ آمین

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوه میں چھپا

بزرگ قاضی محمد عبدالله صاحب رضی الله تعالیٰ عنه

چند سال قبل یہ فوٹو حضرت قاضی صاحب مرحوم کے
وقف عارضی میں آنے پر تیار هوا تها مدیر الفرقان ابوالعطاء
ان کے ساتھ بیٹھنے کی سعادت حاصل هوئی تهی ۔

حضرت قاضی صاحب خاص تین سو تیره صحابه حضرت مسیح موعود علیه الس
میں سے آخری فرد تھے ۔ ۲۷ ستمبر کو اپنے خالق حقیقی سے جا
انا لله و انا الیه راجعون ۔ سیدنا حضرت خلیفة المسیح ایده الله بنصره ال
نے هزارها مخلصین کے ساتھ نماز جنازه ادا فرمائی اور آپ بهشتی مقبر
خاص قطعه میں دفن هوئے ۔ الله تعالی آپکے درجات بلند فرمائے آپ
پسماندگان پر همیشه فضل کا سایه رکھے ۔ آمین